لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 22, 1913.

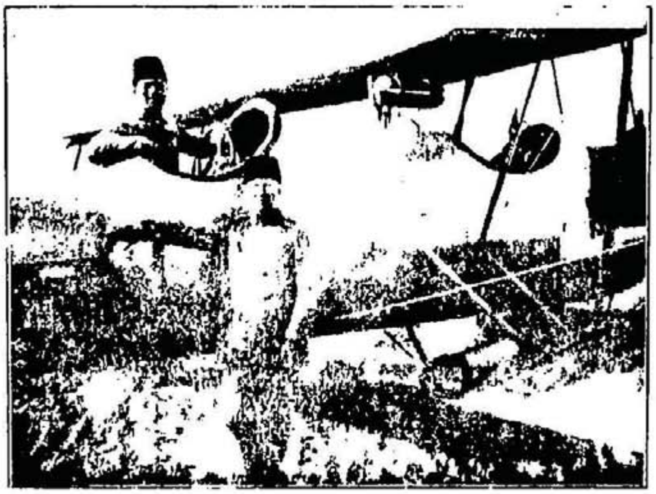

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

حادثۂ فاجعۂ کانپور

ڈاکٹر ناظم الدین (لکھنؤ) — سید راس مسعود — مسٹر مظہر الحق — مسٹر تصدق حسین (علی گڑھ) / سید فضل الرحمن (کانپور) — ڈاکٹر محمود (بانکی پور) / حاجی عبد المجید (علی گڑھ)

جزش دهد خدائے که کردست یاوری
با آں کسے که یاور تا صبر نه داشتند !!

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی : احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 22, 1913.

فہرس

شذرات ۲
گم شدہ امن
رفتار سیاست ۴
افکار و حوادث ۴
مقالہ افتتاحیہ
مساجد اسلامیہ اور خطابات سیاسیہ (۳) ۵
مقالات
ان في ذلك لآيات لقوم يوقنون (آیر لینڈ ہوم رول بل) ٦
فن مکالمہ ۱۱
شئون عثمانیہ
برید فرنگ
برطانیہ از روے معاہدہ دولت عثمانیہ کي اعانت پر مجبور ہے ۱۳
سیاہ نپولین ۱٦
عالم اسلامي
رشادیہ ۱۴
مراسلات
ایک اقتصادي تجویز ۱۵
المراسلة و المناظره
چند آور نئے الفاظ - اکاذیب اور شرمناک ۱۷
تاریخ حسیات اسلامیہ
الہلال اور پریس ایکٹ ۱۵

تصاویر

چوتھا عثماني ہوائي جہاز (طیارہ) (لوح)
مرقع حماۃ مقدسۃ کانپور (صفحۂ خاص)

مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور

۱۹ - اکتوبر کو انجمن کي جانب سے ٹون ہال کلکتہ میں ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا ' تا کہ مسئلہ مسجد کانپور کے تازہ تغیرات کي نسبت غور و فکر اور اظہار راے کیا جاے - بارجودیکہ صرف ایک دن پیشتر ہي اسکا اعلان کیا گیا تھا ' لیکن جلسہ عظیم الشان اور مجمع نہایت کثیر تھا -

مجملاً اسکي روداد اخبارات میں چھپ چکي ہے - تفصیلي حالات شاید آئندہ نمبر میں شائع کیے جاسکیں - جس اعتدال اور حزم و احتیاط کے ساتھہ اس معاملے کي نسبت اس جلسے میں تجاویز منظور کي گئي ہیں ' ارباب فہم نے انکي اہمیت اور ضرورت کا اندازہ کر لیا ہوگا -

سب سے آخري تجویز یہ تھي کہ :

" نظر بہ حالات گذشتہ ' عمارات و اوقاف دینیہ کے حفظ حقوق و دفاع کیلیے نہایت ضروري ہے کہ مسلمان اپني بہترین کوشش سے با قاعدہ کام لیں - اسلیے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ " انجمن دفاع مسجد مقدس کانپور کلکتہ " کو اینده " حفظ حقوق و دفاع عمارات دینیہ " کے نام سے بدستور قائم و جاري رکھا جاے "

یہ کہنا ضروري نہیں کہ گذشتہ تجربے آیندہ کیلیے کس قدر موثر اور عبرت انگیز سبق دیچکے ہیں - یہ مسئلہ ہمیشہ سے اہم تھا لیکن اب تو اسکي اہمیت انتہائي درجے تک پہنچ گئي ہے - امید ہے کہ اخوان ملت اس کام میں انجمن کي اعانت فرمائیں گے

ابو الکلام (صدر) (آنریبل) فضل الحق (سکریٹري)

شذرات

گم شدہ امن کی واپسی

لارڈ ہارڈنگ کی یادگار دانشمندی

۲ - جولائی اور ۱۴ - اکتوبر

الا ان حزب اللہ ہم الغالبون !

فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون - فغلبوا ہنالک و انقلبوا صاغرین ! (۱۱۵ : ۷)

جو حق بات تھی وہ سب پر ثابت ہوگئی ' اور جو کچھ باطل پرستوں نے کیا تھا ' سب مایا میٹ ہوگیا - پس فرعون اور اوسکے ساتھیوں نے شکست کھائی اور حکم الہی سے ذلیل و خوار ہوگئے -

ہے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں یہ میرے
سکھائی طرز اسے دامن اٹھا کے آنے دی !

" مسئلہ مسجد کانپور " کی تاریخ میں ہر واقعہ یادگار ہے - اس کا آغاز بھی یادگار تھا اور اس کا اتمام بھی - اسکی ابتدا بھی ناقابل فراموش ہے اور اسکی انتہا بھی - اسکے وہ ایام وسطی جو درد و غم ' آہ و فغاں ' حق طلبی ' و داد خواہی میں بسر ہوے - وہ بھی یادگار رہیں گے ' اور وہ ایام آخریں ' جو جوش و خروش ' جہد و جہاد ' سعی و تلاش ' اتحاد و اجتماع ' اور بالآخر فتح و انہزام کی صورت میں نمایاں ہوے ' وہ بھی کبھی نہ بھلائے جا سکیں گے :

واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ' ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار ! (۳ : ۱۲) -

البتہ ہر شے کی یاد یکساں نہیں ہوتی ' اور ہر یاد اپنے ساتھہ ایک خاص اثر رکھتی ہے - زخم بھی یاد رہتے ہیں اور دست مرہم بھی - لیکن پہلی یاد کے ساتھہ ہمیشہ دل میں ٹیس اٹھتی ہے ' اور دوسری یاد ہمیشہ تسکین دیتی ہے - خوں ریزی کو یاد کرکے ہمیشہ دنیا نے نفرت کی ہے ' مگر امن کی کوششوں کو ہمیشہ تعریف ملی ہے کہ یہ انکا قدرتی حق ہے -

(۲ - جولائی) اور (۳ - اگست) کی طرح (۱۴ - اکتوبر) بھی یادگار رہیگی ' مگر وہ یادگار ' ظلم و نا انصافی ' نفسانیت و نادانی ' مغرورانہ ہٹ اور حاکمانہ گھمنڈ ' سفاکانہ اقدام اور جابرانہ خوں ریزی کی یادگار تھی ' پر ۱۴ - اکتوبر اس عقل و تدبر اور دانشمندی و دانائی کی یادگار ہے ' جس نے ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھہ دیا ہے ' اور جو اگر دنیا سے روٹھہ جاے ' تو پھر ظلم و نا انصافی کے بے امان دیو زمین کے بسنے والوں کو کبھی پناہ نہ دیں -

ہندوستان کا انصاف گم ہو گیا تھا - برطانیہ کے خزانے کا سب سے زیادہ قیمتی موتی کھو گیا تھا - لیکن مبارک ہو لارڈ ہارڈنگ کو کہ انہوں نے اسے واپس بلانا چاہا !

* * *

یہ یادگار صرف عقل و نادانی ہی کے ایک ایسے معرکے کو یاد نہیں دلاتی ' جسمیں بالآخر دانائی کو فتح ہوئی اور نادانی کو شکست کا اعتراف کرنا پڑا ' بلکہ اس سے بھی زیادہ موثر عبرۃ اسکے اندر حق و باطل کی کشمکش اور بالآخر حق کی فتح یابی کی ہے - وہ صداقت جس نے ہمیشہ فتح پائی ہے ' اس واقعہ کے اندر ایک صدائے غفلت شکن رکھتی ہے کہ اسکی قوت سے لوگ مایوس نہوں - اس نے اپنی مثالوں کو ہمیشہ دہرایا ہے ' اور وہ اب بھی اپنی مثالیں تازہ کر سکتی ہے - متھیں ہنگامۂ کانپور کا مسئلہ فی الحقیقت حق و باطل کا ایک مقابلہ تھا - باطل کی قوتیں حکومت کے گھمنڈ اور تسلط کے غرور میں پوشیدہ تھیں مگر حق کی بے سروسامانی کے اندر بھی اسکا قدیمی معجزہ موجود تھا - گو اس کی آواز سے بار بار غفلت کی گئی ' اسکی صداؤں کی بارہا تحقیر ہوئی ' داد خواہی کی فریادوں کو بار بار ٹھکرایا گیا ' تاہم اسکی قوت ناگزیر اور اسکا جلال بے امان تھا - پس آخر اس نے اپنی طاقت کا اعتراف کرایا جیسا کہ ہمیشہ کرایا ہے اور جیسا کہ ہمیشہ ہوگا : وقل جاء الحق و زہق الباطل ' ان الباطل کان زہوقا !

اس فتح و شکست کو اس فیصلے میں ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں ' جو مسجد کانپور کے متنازع فیہ حصے کا کیا گیا ' اور نہ تو اسے ہز ایکسلنسی کی تقریر میں تلاش کرنا چاہیے - اس فتح و نصرت کیلیے صرف اسقدر کافی ہے کہ جو لوگ اس مسئلے کو اغماض و بے دردی سے طے کرنا چاہتے تھے ' انہوں نے اپنی محبت کے اظہار کو ضروری سمجھا ' اور جن لوگوں کو صرف زخم ہی کا مستحق سمجھا گیا تھا ' انکے لیے بالآخر ایک مرہم بھی طیار کیا گیا ! !

* * *

جو کام جس غرض سے لیا جاے ' اگر وہ غرض حاصل ہوجاے تو یقیناً خوش ہونا چاہیے - مجھکو اس امر سے نہایت خوشی ہے کہ اس دانشمندانہ عمل نے لاکھوں مسلمانوں کے غمگین اور مایوس دلوں کو یکایک مسرور کردیا اور جس درجہ نادان اور بے درد (نہ کہ فیاض و رحم دل) سر جیمس مسٹن کے متمردانہ رویہ نے غلطی کی تھی ' اتنی ہی لارڈ ہارڈنگ نے تدبر و انصاف فرمائی سے کام لیا - انہوں نے مقدمات اٹھا لیے اور مسجد کی زمین میں مداخلت کرنے کی اصلاح کرنی چاہی - ہر وہ آنکھہ جو ایک سوچھہ بے جرموں کے ہاتھوں میں سر جیمس مسٹن کو ہتھکڑیاں ڈلواتے دیکھہ چکی ہے ' ۱۴ - اکتوبر کے اس منظر کو محبت و تشکر کی نگاہوں سے دیکھے بغیر نہیں رہسکتی کہ لارڈ ہارڈنگ کے ہاتھہ پدرانہ محبت کے اظہار کے بعد ' انکو بلا استثنا رہا کر دینے میں مصروف ہیں !

ليکن هر واقعه کي مختلف حيثيتيں هوتي هيں اور ان تمام جذبات مسرت و امتنان کے هجوم ميں' اسپر افسوس کيے بغير ميں نهيں رهسکتا که بهت سے لوگ واقعه کو مختلف نظروں سے نه ديکهنے ميں ايسي غلطي کر رهے هيں' جس پر شايد انکو کسي وقت تاسف هو' حالانکه کام رهي سچا اور پر صداقت هے' جس کيليے امتداد زمانه کے ساتهه ساتهه مسرت اور خوشياں بهي بڑهتي جائيں' اور جسکے ليے کبهي بهي تاسف نهو-

۱۴ - اکتوبر کا واقعه چند چيزوں کا مجموعه هے - مسئلۂ مسجد کانپور نے مختلف صورتيں اختيار کرلي تهيں - ايک مسئله هے مسجد کے متنازع فيه زمين کا - اور ايک مسئله هے متهمين کي رهائي کا -

ايک شے هے کانپور کے وفد کا اڈريس' اور پهر سب سے آخر سامنے آنے والي چيز هے هز ايکسلنسي کي تقرير' جسميں ان تمام امور کا اعلان کيا گيا -

کيا مجهے وہ حضرات جو ۱۴ - اکتوبر کي شام سے مصروف کار هيں' بتلا سکيں گے که انکے اظهارات کس چيز کے متعلق هيں' اور تقليد و اتباع کے سوا انهوں نے کيا خود بهي اسپر کچهه غور کيا هے ؟

(دالان)

اولين مسئله مسجد کے دالان کا تها' ليکن اگر ميں يه کهنے سے خاموش رهوں تو يه ميرے ايمان کا انتهائي ضعف هوگا که اسکا مسئله اب تک فيصل نهيں هوا هے- نه صرف مسلمانوں کيليے' بلکه حضور ويسرائے کي اُس قيمتي اور ياد گار انصاف فرمائي کے دائمي اور مستحکم هونے کيليے بهي نهايت ضروري تها که وہ مسلمانوں کے مذهبي اظهارات اور علماء کرام کي شرعي تصريحات کے مطابق هوتا - وہ انتهائي مقصد جو حضور ويسرائے کي اس مداخلت کے اندر مضمر هے' کس درجه شريفانه' اور کس درجه محبوب القلوب هے ؟ يعنے انهوں نے مسلمانوں کے غم و الم کو دور کرنا چاها' اور انکي خواهشوں کو پورا کرکے برٹش انصاف کے سب سے بڑے قيمتي اصول " عدم مداخلت مذهبي " کے احترام کو هميشه کيليے محفوظ کر ديا - پهر کيا يه کوئي خوشي کي بات هوگي اگر ايک ايسي اعلي نيت اور بهترين عمل کو هم ايسي حالت ميں چهوڑ ديں' جو مسلمانوں کو کامل تسکين دينے' اور انکي تمام شکايتوں کے دور کرنے ميں کسي طرح' اور کبهي بهي ناکام ثابت هو؟ اگر ايسا کيا جائے تو در حقيقت يه ويسرائے کي محبت فرمائيوں کا هماري طرف سے کوئي اچها معاوضه نهوگا -

حضور ويسرائے نے ٹوٹتے هوے دلوں کو جوڑنا چاها تها' پس ضرور تها که هم انهيں مدد ديتے' تاکه اسطرح يه ٹکڑے باهم ملا ديے جاتے که پهر ديکهنے والوں کو يه بهي بتلانا مشکل هوتا که ٹوٹا بهي هے تو کهاں سے ؟

دل شکسته دراں کوچه مي کنند درست
چنانکه خود نشناسي که از کجا بشکست ؟

ليکن اگر بال رهگيا تو وہ ديکهنے والوں سے گذشته کي مخبري کريگا اور بهولنے والے پچهلي ياد کو نه بهلاسکيں گے !

يه جو آوازيں بعض اطراف سے اُٹهه رهي هيں - يه جو مراسلات کانپور سے آ رهي هيں' يه جو خود ۱۴ - اور ۵ - اکتوبر کے بعض حالات و واقعات کانپور هيں - کيا اسي بات کا نتيجه نهيں هيں ؟ اگرچه :

ملگيا شيروں مبارک باد ميں !

اصل مسئله زمين کي ملکيت کا مسئله هے اور افسوس که هز ايکسلنسي نے اس کو صاف کرنا غير ضروري بتلايا -

ممکن هے که اسميں کچهه مصلحتيں هوں' تاهم بهت آساني سے ممکن تها که زياده صبر و انتظار کے ساتهه معاملے کے هر پهلو کو صاف کر ليا جاتا - اوروں کو جلدي هو تو هو' ليکن الحمد لله که خود مسلمانوں کو اس معاملے ميں جلدي کرنے کي کوئي وجه نه تهي -

ايک صورت يه هے که زمين کا وہ ٹکڑا بجنسه واپس کر ديا گيا - اب متولي اُس زمين کو اس طرح استعمال کرينگے که اُس جانب ايک دروازه بناليں گے - چهت کيليے دو کهمبے کهڑے کريں گے - نيچے کا حصه انکي ملکيت هوگي قانوناً و عملاً' اور اس طرح يه اصول شرعي برابر قائم رهيگا که "کسي مسجد کا کوئي حصه مصالح مسجد کے سوا اور کسي کام ميں نهيں لگايا جا سکتا"

دوسري صورت يه هے که مسجد کا جسقدر حصه حکام کانپور نے لينا چاها تها' وہ بجنسه سڑک کو ديديا گيا - البته مسجد کے اوپر صحن کے ساتهه ۸ - فيٹ کا برامده سا نکال لينے کي اجازت ديدي گئي هے' جس کي اجازت هر شهر کي منيوسپلٹي هر مکان کو خاص شرائط کے ماتحت ديديا کرتي هے -

وہ نيچے کي زمين که اصل معامله هے' سڑک ميں بدستور شامل رهيگي - البته يه ايک خاص بے اصولي چالز رکهي گئي هے که اتنے حصے کو متوليان مسجد اپنے صرف سے طيار کرا ديں -

پس اسکو اچهي طرح صاف هو جانا چاهيے که کونسي صورت قرار پائي هے ؟ يه کوئي عقل مندي کي بات نهيں که " زمين ملگئي' زمين ملگئي " کا شور مچا کر لوگوں کو واقعه کے سمجهنے کي مهلت نه دے جائے اور رهي معامله مشتبه اور پيچيده هو کر رهجائے' جسکي بدولت مسلمانوں کو اس درجه نا قابل تلافي نقصان عزت و جان گوارا کرنے پڑا' اور جسکي وجه سے خود حکومت کو بهي اس درجه پريشاني اور حيراني سے اُٹهاني پڑي -

حضور ويسرائے کے فياضانه اراده کي صحيح تکميل اور اسکي سچي قدر داني جب هي هوسکتي هے' جب که انکے فيصلے اور اعلان کو اسطرح معلق چهوڑ دينے کي جگه اسکو اس حالت تک پهنچانے کي سعي کي جائے' (حالانکه پہلے هي هوني تهي) که وہ اپنے اصلي مقصد کو حاصل کر سکے -

ميں سمجهتا هوں که اگر يه معامله اچهي طرح صاف کر ديا جاتا تو کانپور کے عام مسلمان بهي بالکل مطمئن اور شاد کام هوجاتے اور باهر بهي هر طرف طمانية هوتي -

ميں هرگز يه رائے نه دونگا که مسلمان اس معاملے ميں کوئي نيا ايجي ٹيشن شروع کريں' اسکي کوئي ضرورت نهيں - البته يه ضرور هے که اس معاملے کو کارکن ذرائع سے صاف هو جانا چاهيے که اب بهي وقت باقي هے - اور مجهے اميد هے که شايد ايسا باساني هو سکے گا -

(باقي آينده)

رفتار سیاست

(دولت عثمانیه اور معاهدات دول)

گذشته هفته غم اور مسرت ' دونوں قسم کي خبروں سے خالي رها - مدت هوئي ' اطلاع ملي تهي که ترکي ارنهیں شرائط و معاهدات پر یونان سے صلح کریگي ' جن کو بلگیریا نے قبول کرلیا هے - یونان کو اس سے انکار تها - پهر خبر آئي که ترکي وکیل صلح اتهنز گفتگو کے لیے پهونچ گیا - اسکے بعد چند روز تک رویٹر کي زبان خاموش رهي ۱۲ - اکتوبر کو سب سے پهلا فقره جو اوسکي زبان سے نکلا وه یه تها که شاه یونان نے فوجي جائزه لیتے هوے گیارهویں پلٹن کے افسروں کو خطاب کرکے کها :

" اگر یونان اس وقت بلقان کے حالات سیاسیه کا مالک هے تو یه صرف تمهارے هي زور و استقلال کا نتیجه هے - میں مطمئن هوں که اب کوئي جنگ نه هوگي اسلیے که هم کامل طور سے طیار هیں ' اور کامل اطمینان نه هونے تک هم مضبوط و مستقل رهینگے "

۳ - دن کے کامل سکوت کے بعد ۱۵ - اکتوبر کو قسطنطنیه سے تار آیا که حکومت نے یونانیوں کے ایک ناگهاني حمله سے متنبه هوکر یه فیصله کرلیا هے که دردانیال بند کردیا جاے - صرف دن بهر دو گهنٹے کے لیے کهولا جاے گا - دوسرا تار اس کے ساتهه یه تها که یوناني رعایا کے قسطنطنیه سے اخراج کا مسئله یوناني اخبارات اور حکومت کے گذشته واقعۂ غیظ و اشتعال کي بنا پر گورنمنٹ کے زیر غور هے -

اسي تاریخ کو وائنا سے بحوالۂ تلغراف سالونیکا ' ایک آسٹرین پریس کي اطلاع تهي که " کانبي " کے قریب یوناني اور ترک سواروں میں دو گهنٹے تک ایک خون ریز جنگ هوئي ' یونانیوں نے ترکوں کو پیچهے هٹاکر " قاسم کوئي " پر قبضه کرلیا هے - لیکن افسوس هے که اس فتحمندانه اور مسرت انگیز خبر کي پهر کوئي تصدیق اتهنز سے موصول نه هوئي ' اس لیے اسکي صحت مشتبه هے -

اسکے بعد کي آخري خبر یه هے که گفتگوے صلح شروع هوگئي هے -

(مشکلات مالیه)

گذشته جنگ کے غیر متوقع مصارف نے هر شریک جنگ حکومت کو مشکلات مالیه میں مبتلا کردیا هے - بلغاریا کا حال تو بهت دنوں پہلے هي کهل چکا ' رومانیا جسکي جنگي تاریخ صرف پیش قدمي هي پر ختم هوگئي ' اوسکو بهي (حسب تلغراف ۱۹ - اکتوبر) ایک هزار اسٹرلنگ بحساب ساڑهے چار فیصدي سود قرض لینا پڑا - (جاوید بے) وزیر مالیه عثمانیه ایک مدت سے فرانس سے قرض لینے کے لیے کوشاں تهے - آخر ۵ - فیصدي پر اونکو ایک معتد به رقم شام کي فرنچ ریلوے لائن کي بعض شرائط پر مل گئي - ۱۳ - کا تار هے که مجلس وزراے عثماني نے ان شرائط کو تسلیم کرلیا هے - کوشش هے که اسي قسم کے شرائط پر جرمني سے بهي ایک قرض لیا جاے اور وه اسکے لیے طیار هے - اللهم وفق العثمانیین لخیر بلا دهم ' و ارزقهم سداد الراي و حسن النیة -

(البانیا)

سرویا کي فوج بدستور البانیه کے حدود پر مجتمع هے اور به نگاه حرص اپنے شکار کو دیکهه رهي هے - لیکن اسٹریا نے ' اور اب جرمني نے بهي سرویا کو سخت تهدید کردي هے که ناعاقبت اندیشي نه کرے - اسد پاشا نے ایک اور هنگامه بپا کیا تها لیکن ناکامیاب رها -

افکار و حوادث

مسئله کانپور کے متعلق سر جیمس مسٹن نے بار بار کها که میں نے جواز انهدام حصۂ مسجد کے متعلق بعض علما سے بهي پوچهه لیا هے - گذشته هفتے خان بهادر شاه ابو الخیر غازیپوري کانپور گئے تهے - مسٹر مظهر الحق نے باصرار ان سے لکهوا لیا که " میں نے نه تو بالمشافه اور نه تحریراً ' کسي طرح بهي هز آنر کو جواز انهدام کا فتوی نهیں دیا هے "

لیکن هم اپنے محترم دوست سے پوچهتے هیں که تمام علماے هندوستان میں سے صرف شاه ابو الخیر هي اونکو کیوں مجتهد نظر آئے ؟ اور پهر هم اپنے دوست کو اونکي اس غلطي پر بهي متنبه کرنا چاهتے هیں که سر جیمس نے علما کا حواله دیا تها ' نه که خاں بهادروںکا - ایسي حالت میں ایک خان بهادر سے مشتبه هونے کي کوئي وجه نه تهي - بهتر هوگا اگر خاں بهادر اپني تحریر پریس سے واپس لے لیں -

---

سنا هے که دهلي کے بهي کسي صاحب سے لوگوں نے اسي قسم کي تحریر کا مطالبه کیا هے ' لیکن هم پهر اپنے دوستوں کو سر جیمس کے خاص لفظ " علما " کي طرف توجه دلاتے هیں که وه علما سے مطالبه کریں ' نه که دوسروں سے - ان صاحب نے اس شور و غل میں خاموشي کو بهتر سمجها هے - هم ان کو خاں بهادر سے دانشمند تر اور عاقل تر سمجهتے هیں ' یه دوسري بات هے که " السکوت نصف النطق " بهت سے لوگوں کو یاد هو -

لیکن کیا شاه ابو الخیر نے اس مسئله میں حدیث " المستشار موتمن " (جس سے مشوره لیا جاے اوسکو مشورۂ نیک دینا چاهیے ' اور نیز اخفاے راز میں امانت داري کرني چاهیے) پر تو عمل نهیں فرمایا هے ؟

حضور وایسراے کے فیصلۂ کانپور کے متعلق بعض ایسے اشخاص ' جماعات ' مقامات ' اور مجالس کي طرف سے بهي تشکر و امتنان کے رزولیوشن عجیب و غریب سرعت کے ساتهه پاس هو رهے هیں ' جن کا نام مسجد کانپور کے مسئلے کي پوري تاریخ میں کهیں نظر نهیں آتا - اس سے ظاهر هوتا هے که مسجد کانپور کي مصیبت اونکے لیے اسقدر اهم اور قابل اظهار نه تهي ' جسقدر که کانپور کي مسرت !

لیکن اگر یه سچ هے که جو رویا هے اوسي کو هنسنا بهي چاهیے ' تو هم حیرت سے پوچهتے هیں که جو روئے نهیں ' وه آج هنستے کیوں هیں ؟ جنهوں نے یه نهیں کها که هم " شکایت کرتے هیں " وه یه کیوں کهتے هیں که " هم شکریه ادا کرتے هیں " ؟ جن کو کسي چیز کے گم هوجانے کا غم نه تها ' وه آج کس چیز کے ملنے کي خوشي کر رهے هیں ! اور پهر وه ' جو " باغیوں " کے " فتنه " میں شریک نه تهے ' آج اون کي " مسرت " میں شامل هوکر زبان حال سے یه کیوں کهتے هیں که " هم بهي قلباً باغي تهے گو منافقت مانع اظهار تهي " ؟ قیامت کي نسبت بعض روایتوں میں آیا هے که منافقوں کي پیشانیوں پر ایسي نشانیاں نمایاں هوجائیں گي ' جنسے وه تمام صفوف محشر میں پهچان لیے جائیں گے - سچ یه هے که ۳ - اگست کو مسلمانوں پر قیامت آگئي اور مومنوں اور منافقوں میں همیشه کیلیے امتیاز هوگیا !!

الہلال

۲۱ ذیقعدہ : ۱۳۳۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کي حیثیت دیني

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(۳)

(حقیقت تعبد و پرستش)

ممکن ہے کہ تم کہو: مساجد میں انساني حکومتوں کے احکام کا اعلان' اور انسانوں کي تعریف و تمجید پرستش و تعبد میں داخل نہیں - پرستش تو صرف اُسي کي کرتے ہیں جسکے لیے مسجدیں بنائي گئي ہیں - اُسي کے آگے عبادت کیلیے کھڑے ہوتے' اور اُسي کي حمد وثنا خطبوں میں بیان کرتے ہیں - البتہ انسانوں میں جو لوگ بڑے ہیں' جنکا دربار عزت بخش اور جنکا حکم و اقتدار بہت وسیع ہے' انکي تعریف کرتے ہیں اور انکے لیے دعا مانگتے ہیں -

اگر میں اسکا جواب دوں - اگر میں اسلام کي توحید اور اسکے قرار دادہ شرک کي تشریح کروں - تو میں اپنے موضوع بحث سے بہت دور جا پڑونگا اور اب بھي اتنا نزدیک نہیں جتنا کہ ہمیشہ رہنا چاہیے - مگر میں کہونگا کہ میں نے جو آجکل کے مشرکین ہوا پرست کو قریش مکہ کے مشرکین اصنام پرست سے تشبیہ دي تو نادانو! وہ تو تمہارے اس کہنے میں بھي موجود ہے - در اصل توحید اسلامي کے متعلق یہ ایک عالمگیر ضلالت ہے جس میں اج مختلف صورتوں کے اندر عالم اسلامي گرفتار ہے - لوگ بھول گئے ہیں کہ اسلام کا مایۂ شرف محض اعتقاد توحید نہیں بلکہ تکمیل توحید ہے - اور تکمیل توحید کي اصل و اساس " توحید فی الصفات " ہے -

(توحید فی الصفات)

مشرکین مکہ کبھي بھي خدا کے منکر نہ تھے - وہ کبھي یہ نہیں کہتے تھے کہ جن بتوں کي ہم پوجا کرتے ہیں یہی خالق ارض و سماوات ہیں :

ولئن سالتہم من خلق السماوات والارض و سخر الشمس و القمر؟ لیقولن اللہ ! فانی یوفکون ؟ (۲۹ : ۶۱)

" اور اگر ان مشرکین عرب سے تم پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا' اور سورج اور چاند کو اس ترتیب و نظام عجیب پر مسخر کردیا ؟ تو بے اختیار بول اٹھیں گے کہ کوئي نہیں' صرف اللہ ! جب حالت یہ ہے تو پھر یہ گمراہ کہاں بھٹکتے چلے جا رہے ہیں ؟ "

پھر سورۂ (زمر) میں فرمایا :

ولئن سالتہم من خلق السماوات والارض' لیقولن اللہ ' قل افرءیتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادني اللہ بضر' ہل ہن کاشفات ضرہ ؟ او ارادني برحمۃ ' ہل ہن ممسکات رحمتہ ؟ قل حسبي اللہ ' علیہ یتوکل المتوکلون ! ! (۳۹ : ۳۹)

اور اے پیغمبر! اگر تم ان مشرکین مکہ سے پوچھو کہ کون ہے جس نے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا ؟ تو ضرور اسکے جواب میں یہي کہیں گے کہ " اللہ نے "! پھر تم انسے کہو کہ اگر اللہ مجکو تکلیف پہنچانا چاہے تو وہ تمہارے معبود' جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو' میري تکلیف کو دور کرسکتے ہیں ؟ یا اگر اللہ مجھہ پر اپنا فضل و کرم کرنا چاہے تو کیا وہ اُسے روک سکتے ہیں ؟ اے پیغمبر! انسے کہدو کہ میرے لیے تو بس (وہي) خدا بس کرتا ہے (جس کے وجود سے تم بھي انکار نہیں کرسکتے) اور بھروسہ کرنے والے اُسي پر بھروسہ کرتے ہیں ! !

پس اگر اپنے اعمال مشرکانہ کے ساتھہ تم بھي خدا کا اقرار کرتے اور اسکو عبادت صفوف و محراب کا مستحق سمجھتے ہو' تو تمہارے مورث اعلی بھي ایسا ھي سمجھتے تھے - انکو اللہ کے وجود سے انکار نہ تھا - جب انسے پوچھا جاتا تھا کہ با وجود اس اقرار کے بتوں کو اپنا قبلۂ عبادت کیوں بناتے ہو ؟ تو جواب میں کہتے تھے :

ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (۳۹ : ۴)

ہم انکي پرستش صرف اسلیے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے وسیلۂ شفاعت ہیں - اور تاکہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں -

سورۂ (یونس) میں بھي انکا قول نقل کیا ہے :

و یعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم و لا ینفعہم و یقولون ہولاء شفعاونا عند اللہ - (۱۰ : ۱۹)

" اور اللہ کے سوا یہ اُن چیزوں کي پرستش کرتے ہیں جو في الحقیقت نہ تو انہیں نقصان پہنچانے کي قدرت رکھتي ہیں اور نہ نفع پہنچانے کي - اور جب پوچھو تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بت خدا تو نہیں مگر ہمارے لیے شفیع و وسلۂ تقرب ضرور ہیں - "

پھر کیا یہي جواب نہیں ہے جو آج تمہاري زبانوں سے بھي نکل رہا ہے ؟

تم بھي مدعي اسلام ہو' خدا کو مانتے اور اسکے آگے عبادت کیلیے کھڑے ہونے سے منکر نہیں' لیکن با ایں ہمہ تم نے دنیوي قوت و طاقت اور عزو جاہ کے انسان صورت بتوں کو اپني تعبدانہ عاجزي و تذلل کا مستحق سمجھہ لیا ہے -

قریش مکہ نے اپنے بزرگوں کي مورتیں بنا رکھي تھیں - تم نے دنیوي تاج و تخت اور حکام و امرا کو انکي جگہ دیدي ہے - تم اُن سے اسطرح ڈرتے اور انکے نام سے کانپتے ہو' جو صرف خدا ھي کے ساتھہ سزاوار تھا - تم انکا ذکر اس احترام و عظمت سے کرتے ہو' جو صرف خدا ھي کا حق خالص تھا - تم انکے آگے اس عاجزي و ذلت سے جھکتے ہو' جو صرف خدا ھي کے سامنے زیب دیتي تھي - تم انکے احکام جائرہ اور اوامر مستبدہ کي اس طرح بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہو' جس کا حق خدا کے سوا اور کسي ہستي کو نہ تھا - تم خدا کے گھر کے اندر انکا ذکر کرتے اور انکي تعریف و تہنیت میں گیت گاتے ہو' اور انکے حکموں اور فرمانوں کا منبروں پر چڑہ چڑھکر اعلان کرتے ہو - پھر اگر یہ شرک في الصفات نہیں ہے تو کیا ہے ؟ کیا شرک و بت پرستي بغیر پتھر کي مورت اور بغیر قرباني کے بھبھوسے کے ممکن نہیں ؟ کیا بت پرستي کا گھر دل اور ارادہ نہیں بلکہ مندر کا کلس اور پوجا کا چبوترہ ہے ؟

پھر تم بھي تو يہي کہتے ہو کہ " ما نعبدهم الا ليقربونا الي الله زلفى " ؟ تم بھي تو يہي جواب ديتے ہو ' جبکہ تم پر توحيد کي لعنت اور ايمان بالله کي پھٹکار پڑتي ہے کہ " هٰـؤلاء شفعاؤنا " ؟ يعني يہ حکام ' يہ ارباب اقتدار ' يہ امراؤ رؤسا ' گو مالک حقيقي نہيں مگر ہمارے ليے وسيلۂ تقرب ' و ذريعۂ شفاعت ' و موجب ترفع درجات و ازدياد اعزاز ہيں ؟

مگر ياد رکھو کہ وہ زندگي جسکے اعزاز و ترفع کي نفساني خوشيوں کيليے تم يہ سب کچھ کر رہے ہو ' دائمي نہيں - وہ وقت بھي آنے والا ہے جبکہ مالک الملک حقيقي کا تخت جلال و جبروت بچھايا جائيگا اور پوچھا جائيگا :

اين شرکاؤکم الذين کنتم تذعمون ؟ - (۶ : ۲۲)

" آج کے دن کہاں ہيں وہ تمہارے ٹھہرائے ہوے معبودان باطل ' جنکو تم خدائي ميں شريک سمجھتے اور اسليے انکے آگے جھکتے تھے ؟ "

اور پھر جبکہ تم اپنے ان حکام و امرا کو ڈھونڈھوگے کہ :

هل لنا من شفعاء فيشفعوالنا او نرد فنعمل غير الذي کنا نعمل ! (۷ : ۵۱)

" آج کے دن ہمارے دنيا کے شفاعت کرنے والوں اور وسيلۂ ہاے تقرب ميں سے ہے کوئي سفارشي کہ يہاں بھي ہماري سفارش کرے ' يا ہميں پھر دوبارہ دنيا ميں لوٹا ديا جاے تا کہ جيسے عمل ہم پہلے کرتے تھے ' اُنکے خلاف ايمان دارانہ عمل کريں ! "

ليکن اُس دن کيليے اُن سب پر افسوس اور اُن سب کيليے حسرت ' جنہوں نے آج زمين پر الله کو بھلا ديا ہے - کيونکہ وہ بھي اُس دن بھلا ديے جائيں گے اور جس طرح انہوں نے آج خدا کے دين مقدس کو اپنے اعمال سخريہ سے ہنسي کھيل بنا ديا ہے ' اسي طرح اُس دن بھي اُنسے تمسخر کيا جائيگا کہ :

الذين اتخذوا دينهم لهوا و لعبا و غرتهم الحيواة الدنيا ' فاليوم ننساهم کما نسوا لقاء يومهم هٰذا ' و ما کانوا باياتنا يجحدون !! (۷ : ۴۹)

" ان لوگوں نے دين الہي کو ہنسي کھيل بنا رکھا تھا ' اور دنيا کي زندگي اور جاہ و عزت کي ہوس نے انہيں دھوکے ميں ڈالديا تھا - پس آج کے دن ہم بھي اُنہيں اُسي طرح بھلا ديں گے ' جس طرح کہ يہ لوگ دنيا ميں آج کے دن کو بھلا بيٹھے اور ہماري آيتوں کا انکار کرتے رہے !! "

(بقيہ نتائج بحث)

گذشتہ سے ملحق

(۴) اس جملۂ معترضہ نے گزشتہ نمبر کي بہت سي جگہ ليلي تھي کہ اس آيت سے مقصود بيت المقدس کي تخريب کا کوئي واقعہ ہے يا مشرکين مکہ کا تمرد اور سرکشي ؟ ليکن يہ اطناب مصالح سے خالي نہ تھا -

اس امر کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ اس آيت ميں مشرکين مکہ کي طرف اشارہ ہے ' بغير کسي تکلف کے ہم اس نتيجہ تک پہنچ جاتے ہيں کہ خدانے مشرکين مکہ کو اسلام و پيروان اسلام کي طرف سے جس سلوک کا مستحق قرار ديا تھا ' ہر زمانے اور ہر دور ميں مانعين مساجد اسي سلوک کے مستحق ہونگے - مشرکين مکہ کا سب سے بڑا جرم سورۂ توبہ کے نزول کے ساتھہ يہي بتلايا گيا تھا کہ " و هم يصدون عن المسجد الحرام " وہ مسجد سے مسلمانوں کو روکتے ہيں - پس جب کبھي کوي شخص ' کوي گروہ ' کوي قوم ' کوي طاقت ' ہمارے ساتھہ ايسا کريگي ' تو ہم مجبور ہونگے کہ اُسے بھي سورۂ (توبہ) کے احکام کا مستحق سمجھيں -

اسلام و مسلمين کے حقوق دينيہ کا حفظ و احترام ايک معاہدۂ صلح تھا جو مسلمانوں اور قريش مکہ ميں قرار پايا تھا - پر مکہ والوں نے اُسے توڑ ديا اور خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ :

براة من الله و رسوله الي الذين عاهدتم من المشرکين ' فسيحوا في الارض اربعة اشهر ' واعلموا انکم غير معجزي الله ' و ان الله مخزي الکافرين - (۹ : ۲)

" جن کے ساتھہ تم مسلمانوں نے صلح و امن کا عہد و پيمان کر رکھا تھا ' اب الله اور اُسکے رسول کي طرف سے انکو صاف جواب ہے - پس اے اہل مکہ ! امن کے اب چار مہينے ہي باقي رہگئے ہيں ' جنميں خوب چل پھر لو - اور اچھي طرح جان لو کہ تم خدا کو کسي طرح بھي نہ ہرا سکوگے نيز يقين رکھو کہ الله آخر کار کافروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں رسوا کرنے والا ہے "

ليکن يہ واقعہ اُسي زمانے سے مخصوص نہيں - ہر زمانے ميں امن و صلح کے ايسے ہي معاہدے مسلمانوں اور غيروں ميں ہوے ہيں ' اور اب بھي دنيا کے متعدد وسيع ٹکڑوں کا امن ايسے ہي معاہدوں پر موقوف ہے - پس آج بھي جو گروہ اس معاہدہ کو توڑيگا ' وہ ذمہ دار ہوگا اُن تمام نتائج امن شکن اور عدم صلح و آشتي کا ' جنکا پيدا ہونا اس فسخ عہد سے لازمي اور ناگزير ہے -

(۵) ايک اور بھي عبرت انگيز اور بصيرة افزائے ايقان و ايمان نتيجہ اس آيۃ کريمہ سے نکلتا ہے -

جو دشمنان حق و الہ کہ مسجد سے مانع اور اسکے مخرب ہوں ' انکي نسبت اس آيت ميں فرمايا کہ :

اولائک ما کان لهم ان يدخلوها الا خائفين (۲ : ۱۰۸)

ايسے لوگ اس لائق نہيں کہ مسجدوں ميں آنے پائيں مگر اس حالت ميں کہ ڈرتے ڈرتے -

يعني جن لوگوں نے ايسا کيا انہيں دخول مسجد کا حق نہيں -

امام (رازی) نے تفسير ميں حسب عادت متعدد وجوہ تفسير پيش کيے ہيں - وجہ ثانی ميں لکھتے ہيں :

ان هٰذا بشارة من الله للمسلمين بانه سيظهرهم علي المسجد الحرام و علي سائر المساجد و انه يذل المشرکين لهم حتى لا يدخل المسجد الحرام واحدا منهم الا خائفا يخاف ان يوخذ فيعاقب او يقتل ' و قد انجز الله صدق هٰذا الوعد (جلد اول : ۴۷۶)

" يہ في الحقيقت الله کے طرف سے مسلمانو نکے ليے ايک بشارت ہے کہ عنقريب الله تعالى اُنہيں مسجد حرام اور تمام مسجدوں پر قابض کرديگا ' اور نيز وہ مشرکين کو انکے آگے عاجز و ذليل بنا ديگا ' يہاں تک کہ اُن مين کوئي شخص مسجد حرام مين داخل نہوسکيگا مگر اس حالت ميں کہ اپنے مظالم کے انتقام سے ڈرتے ہوے اور قتل و ہلاکت کے تصور سے کانپتے ہوے - اور اگر غور کيا جاے تو الله تعالى نے بہت جلد ہي اپني اس بشارت کو پورا کر دکھايا ' اور جيسا کہا تھا ' ويسي ہي حالت مومنوں کو نظر آگئي "

اس سے امام موصوف کا مقصود يہ ہے کہ اس آيت کا يہ ٹکڑا دراصل ايک بشارت کے رنگ ميں ہے - اور خدا تعالى مسلمانوں کو مانعين و مخربين مساجد پر جو فتح و نصرت دينے والا تھا ' اسکي ان لفظوں ميں خبر دي گئي ہے -

آسمان کي صداقت زمين کے دور و زمان سے مقيد نہيں - اب

بشارت کی صداقت صرف فتح مکہ ھي کے وقت ظاھر نہیں ھوئی ' بلکہ تاریخ اسلام کے ھر دور اور ھر عہد میں اپنا معجزہ دکھلا تی رھی ھے - تمام واقعات سے قطع نظر کرکے " مسجد کانپور " ھي کے معاملے پر نظر ڈالیے - ایک جماعت اسکے لیے بد قسمتی سے مانع و مخرب ھوی اور غلط فہمیوں نے ضد اور نفسا نیت کے ساتھہ ملکر اس آیت کا پورا منظر ھمیں دکھلا دیا - لیکن تاھم اسی آیت میں خدا نے آخر کی فتح و کامیابی اور مانعین کی شکست و ذلت کی بھی خبر دی ھے - پس ضرور ھے کہ وہ حرف حرف پورا ھو - ضرور ھے کہ جو نکالنے والے تھے ' وہ خود ھی نکالے جائیں - اور یقینی ھے کہ جنھوں نے مسلمانوں کو شکست دینی چاھی تھی ' وہ خود ھی شکست کھا ئیں - چنانچہ بحمد اللہ کہ اس بشارت کی تصدیق ۱۴ - اکتوبر سے شروع ھوگئی ھے - کسے معلوم کہ اس آغاز کا انجام کیا ھوگا ؟ تا ھم فتح و شکست کا فیصلہ تو ھوگیا -

(۵) سب سے آخري نتیجہ یہ ھے کہ منع مساجد سے بڑھکر اللہ کي نظر میں کوئي فسق وکفر نہیں ' اور اسي طرح اُن لوگوں سے بڑھکر اُسے کوئی محبوب نہیں جو اسکي مسجد کي آبادي کیلیے سعي و کوشش کریں کہ یہ عظیم ترین عبادات و عمل ایماني ھے :

وظاھرھا یقتضي ان یکون الساعي في تخریب المساجد اسوء حالا من المشرک' لان قولہ " و من اظلم " یتنا ول المشرک لانہ تعالیٰ قال : ان الشرک لظلم عظیم ! فاذا کان الساعي في تخریبہ في اعظم درجات الفسق ' وجب ان تکون الساعي في عمارتہ في اعظم درجات الا یمان (تفسیر کبیر - ۲ : ۴۷۷)

اور اس آیت کا ظاھر اس مطلب کیلیے مقتضي ھے کہ مساجد کي تخریب کي سعي کرنے والا مشرک سے بھي بڑھکر بد تر ھو - اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو سب سے بڑا ظلم فرمایا اور شرک بھي ظلم ھے - پس یہ شرک سے بھي زیادہ عظیم کفر ھوا - اور پھر اسي طرح اس سے یہ بھي ثابت ھوتا ھے کہ جب مساجد کي تخریب کیلیے سعي کرنے والا سب سے بڑے فسق کے درجوں میں ھے ' تو یقیناً مساجد کي آبادي و تعمیر کا ساعي ایمان کے اعظم و اعلیٰ درجات کا رکھنے والا ھوگا -

پس جن مومنین مخلصین نے مسجد کانپور کي تعمیر و آبادي کیلیے سعي کي ' انھیں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ھونا چاھیے کہ یہ بہت بڑي توفیق تھي ' جو اُس نے عطا فرمائي - اور پھر ضرورت استقامت و استقلال ' اور ثبات کار و عزائم امور کي ھر حال میں ھے - وماالنصر الا من اللہ تعالیٰ -

(تیسري آیت)

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ و الیوم الاخر و اقام الصلوۃ وآتي الزکاۃ ولم یخش الا اللہ - فعسیٰ اولائک ان یکونوا من المھتدین (۹ : ۱۹)

اللہ کي مسجدیں آباد کرنے والا تو وہ شخص ھوسکتا ھے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ' نماز قایم کي ' زکات ادا کي ' اور پھر یہ کہ وہ کسي سے نہ ڈرا مگر صرف اللہ سے - تو بیشک ایسا شخص قریب ھے کہ ھدایت یافتہ اور فوز و فلاح سے کامیاب ھو -

یہ آیت اس سے پہلے بھي ایک جگہ لکھي جا چکي ھے ' مگر اسکے نتا ئج نہایت اھم اور غور طلب ھیں -

(۸) اس آیت کا شان نزول عام طور پر یہ بیان کیا گیا ھے کہ مشرکین مکہ تعمیر و تولیت کعبہ کے فخر پر بہت نازاں تھے اور کہتے تھے کہ اس بزرگي اور سعادت کے بعد اور کیا چاھیے ؟ خدا تعالے نے اسکا رد کیا اور فرمایا کہ شرف تعمیر و تولیت مسجد کے مفید ھونے کیلیے چند شرطوں کا ھونا بھي ضروري ھے - بغیر انکے ادعاء شرف مفید کسب سعادت نہیں -

چنانچہ امام (طبري) نے ایک روایت نقل کي ھے کہ :

حدثنا ابن حمید عن ابن اسحاق قال : ثم ذکر قول قریش انا اھل الحرم و سقاۃ الحاج و عمار ھذا لبیت ولا احد افضل منا ' فقال " انما یعمر مساجد اللہ من آمن با للہ والیوم الاخر " ای ان عمارتکم لیست علی ذلک - (۱۰ : ۶۷)

ابن اسحاق سے ابن حمید نے روایت کي ھے کہ قریش مکہ کہتے تھے کہ ھم اھل حرم ھیں - حجاج کو پاني پلانے والے ھیں اور مسجد حرام کو آباد رکھنے والے ھیں - کوئي شخص ھم سے افضل نہیں ھوسکتا - خدا تعالے نے انکا رد کیا کہ " اللہ کي مسجدوں کو آباد رکھنے والا وھي شخص ھو سکتا ھے جو اللہ پر ایمان رکھے " یعنے تمھارا متولي کعبہ ھونا اسکے لیے کیا مفید ھے ؟

بعض مفسرین تابعین نے اسکے شان نزول میں خاص طور پر حضرۃ (عباس) کا بھي ذکر کیا ھے :

لما اسر العباس یوم بدر ' اقبل علیہ المسلمون فعیروہ بکفرہ باللہ و قطعیۃ الرحم و اغلظ علی لہ القول ' قال لہ : الکم محاسن ؟ قال : نعم ' انا لنعمر المسجد ونحجب الکعبۃ و نسقی الحاج ' فانزل اللہ عز وجل رداً علے العباس (اسباب النزول للواحدي صفحہ : ۱۸۱)

جب حضرۃ عباس بدر میں قید ھوکر آے تو مسلمان اُنسے ملے اور انکو کفر پر اور قطع رحم پر ملامت کي - حضرۃ علی علیہ السلام نے کہا کہ " کیا ان اعمال کفر و شرک کے ساتھہ کوئي خوبي و نیکي بھي تمھارے پاس ھے ؟ " عباس نے کہا کہ " کیوں نہیں ' ھم ھي ھیں کہ مسجد کو اباد رکھنے والے ' کعبہ کے پاسبان ' اور حاجیوں کو پاني پلاتے ھیں - اس سے بڑھکر اور محاسن کیا ھونگے ؟ " اسپر اللہ تعالے نے یہ آیۃ نازل فرمائی -

ان تصریحات سے ثابت ھوا کہ مشرکین مکہ با وجود اعمال کفریہ و شرکیہ ' خدمت و تولیت مسجد پر بہت فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب یہ خدمات ھمیں حاصل ھیں تو پھر اور اعمال حسنہ کي ھمیں کیا ضرورت ؟ اِن چیزوں کے مقابلے میں اور کونسي عبادت و سعادت دیني ھو سکتي ھے ؟ مگر اللہ نے فرمایا کہ یہ تمھارا خیال باطل ھے - محض خدمت و تولیت کعبہ کوئي شرف نہیں - ایک عمارت کے خادم و پاسبان ھو جانے سے روح اور قلب کو کیا نفع ھو سکتا ھے جو سعادتوں کا گھر اور شرف و عزت کي اصلي جگہ ھے ؟ اصلي چیزیں کچھہ اور ھي ھیں - اور جب تک وہ نہوں ' اُس وقت تک اِن باتوں سے کچھہ حاصل نہیں ھو سکتا -

پھر انکي تفصیل بالترتیب بیان کي کہ وہ تعداد میں چار ھیں :

(۱) ایمان باللہ اور روز اخرت کا یقین :

(۲) صلواۃ الھي کو قائم کرنا -

(۳) اداء زکات -

(۴) اللہ کے سوا اور کسي ھستي اور طاقت سے نہ ڈرنا -

گویا یہ چار شرطیں ھیں ' جنکو تعمیر و تولیت مسجد کیلیے اللہ نے ضروري فرما یا ھے -

مسجد اللہ کي عبادت کیلیے ھے ' پھر ظاھر ھے کہ جو شخص اسلام کے اعتقاد و عمل سے محروم ھے ' وہ کیونکر اُسکا آباد کرنے والا اور اُسکا متولي ھو سکتا ھے ؟

ان چار شرطوں میں آخري شرط سب سے زیادہ اهم ' اور اسلیے سب سے آخر میں ظاهر کي گئي هے که در اصل خلاصهٔ ایمان بالله اور اصل حقیقت اسلامیه هے - الله پر ایمان رکھنے والے قلب کي حقیقي علامت یه هے که " لم یخش الا الله " - وہ کسی سے نه ڈرے مگر صرف الله سے - نه تو ما فوق الفطرۃ قوتوں کا اعتقاد اسکو ڈرا سکے ' نه دشمنوں کي هیبت وجبروت کا خوف - نه کفر کا ساز وسامان ' اور نه ضلالت کي قوت و احاطه - تاج و تخت کي سطوت اسکو مرعوب نه کرسکے ' اور دنیوي سزا و جزا کي وعید اسپر بالکل غیر موثر هو - وہ جس قدر الله سے ڈرنے والا هو ' اتنا هي الله کے سوا دوسري قوتوں سے بے خوف اور نڈر هو -

(۳) اس آیة کریمه کو پیش نظر رکھکر موجودہ حالت پر نظر ڈالیے تو حالات کیسے درد انگیز ' اور مشاهدات کس درجه گریه آور هیں ؟ وہ مذهب الهي 'جس نے اپنے دشمنوں کے غرور باطل کا رد کیا تها ' آج خود اپنے پیرؤں کو اسي غرور ضلالت اور فخر کفر آمیز میں مبتلا پاتا هے ' اور وقت آگیا هے که جس طرح کلام الهي نے مشرکین مکه کے دعوئے تولیت کعبه و تعمیر مساجد کو اس آیة کریمه کے نزول سے جهٹلا یا تها ' اسي طرح آج خود مدعیان اسلام و ایمان میں سے انکي معنوي ذریت اور غیر جسماني نسل کے ادعائے باطل کو بهي جهٹلائے اور اسي آیة کا انهیں مخاطب قرار دے -

یه آیت همیں بتلاتي هے که مساجد کے متولي اور پاسبان وهي هوسکتے هیں جو ایمان بالله و یوم الاخرۃ کا اپنے اعمال سے ثبوت دیں ' جو صلوۃ الهي کو قائم کریں اور زکواۃ ادا کریں - جنکا سب سے بڑا نمایاں وصف ایماني یه هو که وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں نڈر اور بے خوف هوں ' اور الله کے سوا کوي نهو جو انهیں ڈرا سکے اور اپني قوت و عظمت سے مرعوب کرسکے - پهر ان لوگوں ' ان انجمنوں ' ان اماموں ' ان منتظموں کو ' جو اپنے اعمال کے اندر ان خصائص ایماني کا کوئي ثبوت نهیں رکهتے ' کیا حق حاصل هے که الله کي مساجد کے متولي اور اسکے گهر کے پاسبان هوں ؟ یه آجکل کے مغرور و سرکش متولي ' جو ٹهیک ٹهیک مشرکین مکه کي طرح مساجد کي تعمیر و تولیت پر کافرانه نازکرتے هیں ' کیا ٹهیک ٹهیک اس آیت کے مخاطب و مصداق بهي نهیں هیں ؟ کتنے هیں جو مساجد کے اوقاف کو اپنے ابلیسانه اغراض دنیویه کا وسیله ' اور اپنے شیطاني عیش و آرام کا ذریعه بنانے کیلیے مسجدوں پر قابض اور اسکے لیے هر موقعه پر اپنے استحقاق کے اظهار کیلیے مستعد رهتے هیں ؟ حالانکه جن مسجدوں کي تولیت کا اپنے تئیں مستحق سمجهتے هیں ' ان میں ان بندگان نفس کو پانچ وقت کي نماز پڑهنے کي بهي توفیق نهیں ملتي ' اور عین اس وقت که انکے زیر انتظام مساجد میں بندگان الهي کي صفوف الله کے آگے سر نیاز جهکاتي اور اسکي تسبیح و تقدیس میں مصروف رهتي هے ' وہ اپنے دار الخبائث کے اندر مصروف فسق و معاصي ' و مشغول نفس پرستي هوتے هیں !!

کتنے متولي هیں ' جو قیام صلواۃ و اداء زکواۃ کے حکم کو اپنے لیے بهي قابل عمل سمجهتے هیں حالانکه وہ اسي خدا کا حکم هے ' جسکي عبادت کے گهر کي پاسباني کا انهیں غرور هے ؟

پهر ان سب سے زیادہ ان بندگان شیاطین و عبدۃ الاصنام کي حالت محتاج نظر هے ' جنهوں نے مساجد کے انتظام و تولیت میں دخل حاصل کرکے انهیں غیروں کے احکام کفریه اور حکومتوں کے فرامین جابرہ کے ماتحت کردیا هے ' اور هر وقت دنیا کي شیطاني قوتوں کے خوف سے لرزتے اور دنیوي حکام کے ڈر روتے رهتے

هیں - هر وہ شخص جو قران کو کلام الهي ' اور اسکے احکام کو واجب التعمیل سمجهتا هے ' بتلائے که کیا انهیں مساجد کے متولي اور منتظم هونے کا حق حاصل هے ؟ مسجدوں کا خدا تو کهتا هے که صرف وهي مومن مخلص اور مسلم قانت مسجد کا متولي هوسکتا هے ' جسکا وصف نمایاں " لم یخش الا الله " هو ' پهر وہ ' جو خدا کے سوا دوسروں سے ڈرتے اور اسکو چهوڑکر غیروں کے سامنے جهکتے هیں ' کیونکر اسکي مساجد کے محافظ اور پاسبان هوسکتے هیں ؟ وہ خداء غیور جس طرح خود اپني صفات میں کسي کي شرکت گوارا نهیں کرسکتا ' اپني مسجد کي مقدس عمارتوں کے اندر بهي اپنے سوا کسي دوسرے کے خوف اور هیبت کو نهیں دیکهه سکتا " و الغیرۃ من صفات حضرۃ الربوبیۃ " - اسکے گهر کا وهي خادم هوسکتا هے جو صرف اس گهر کے مالک هي کا غلام هو ' اور اس ایک آقا کي غلامي کیلیے اور تمام آقاؤں سے کٹ چکا هو - (مسیح) نے کها که ایک غلام دو آقا کو خوش نهیں کرسکتا - لیکن قران نے بهي اس سے زیادہ بلیغ و موثر مثال دي هے جبکه اس نے کها که :

ما کان لرجل من قلبین في جوفه (۳۳ : ۴)
الله نے کسي انسان کے پهلو میں دو دل نهیں رکهے هیں - دل ایک هي هوتا هے -

پس اگر تمهارے پاس دل ایک هے ' تو تمهارا سر بهي دو چوکهٹوں پر جهک نهیں سکتا اور تمهاري غلامي کیلیے دو آقا بهي نهیں هوسکتے - یا تو تم خدا کیلیے هوگے ' یا پهر اسکے سوا دوسروں کیلیے - اگر تم اسکے لیے هو تو پهر غیروں سے کیوں ڈرتے اور انکے حکموں کے آگے کیوں جهکتے هو ؟ پهر اگر ایسا نهیں هے تو یاد رکهو که نافرماني گناہ هے مگر شوخي کفر هے - تم غیروں سے ڈر کر انکي غلامي کرتے هو تو کرو ' مگر یه کیا هے که پهر خدا کے گهر کي غلامي و خدمت کا بهي دعوا کرتے هو ؟

(۴) پس اس آیة کریمه نے صاف صاف یه امر بتلا دیا هے که الله کي مساجد کے متولي صرف وهي لوگ هوسکتے هیں جو ایمان بالله ' قیام صلوۃ ' ایتاء زکواۃ ' اور " لم یخش الا الله " کي ایماني علائم اپنے اندر رکهتے هوں - اور جو ایسا نهو ' وہ کسي طرح اسکا مستحق نهیں که خدا کے گهر کي عزت کو اسکي تولیت و تعلق سے بٹه لگایا جاے - اسلیے هر مسلمان کا فرض دیني هے که وہ اپنے جهاد في سبیل الحق اور امر بالمعروف میں اس چیز کو بهي داخل کرلے ' اور جهاں جهاں ایسے لوگ مساجد پر قابض هوں ' انکے هاتهه سے مساجد کا انتظام لیلیا جاے ' اور ایسے لوگوں کے سپرد کیا جاے ' جو سچے مومن هوں ' اعمال حسنه و صالحه انکا شعار هو - لم یخش الا الله کے مصداق ' اور جمیع اوصاف و خصائل ایمانیه سے بهرہ اندوز هوں -

مگر اسکے لیے ضرور هے که لوگ حالت کو محسوس کریں اور اپني قوت سے کام لیں - مسلمانوں کي غفلت اور عدم احتساب نے مساجد کے منتظمین کو بے پروا اور اپنے کاموں کي طرف سے بالکل بے غم کردیا هے - جو استبداد و خود رائي آج ادنی و اعلی کارکنوں میں پیدا هوگئي هے ' وہ بهي اسي کا ایک نمونه هیں - مساجد کے اوقاف پر جس طرح وہ چاهیں تصرف کریں - مسجدوں کے اندر جس طرح کے احکام چاهیں ' نافذ کریں - اسکے دروازے جب چاهیں کهولیں اور جس پر چاهیں بند کردیں - پس جب تک که مسلمان احتساب کیلیے آمادہ نهونگے اور اپني اجماعي قوت سے کام لینا نه سیکهیں گے ' اس حالت کا انسداد محال هے - (یتبع)

مقالات

ان فــي ذالـک لایات لقــوم یوقــنون !

آیر لینڈ هوم رول بل

(۱)

اجمال تاریخی

دنیا میں بصیرت کی کمی نہیں ' دیدۂ عبرت نگاہ کی کمی ہے - ہر واقعہ جو موسم (۱) عالم پر ظاهر هوتا ہے ' همارے لیے خزینۂ نتائج و عبر' و گنجینۂ مواعظ و نظر ہے' لیکن مصیبت یہ ہے کہ هم واقعات کو داستان کی طرح پڑھتے هیں' اور حقائق کو نغمۂ و ترانہ کی طرح سنتے هیں ' پر افسوس کہ صحیفۂ عبرت کی طرح پڑھتے نہیں !

وکاین من آیۃ فی السموات و الارض' یمرون علیها' وهم عـنهـا معـرضـون !
(۱۲ : ۱۰۵)

اسمان و زمین میں عبرت کے لیے کتنی هی نشانیاں هیں' جن پر سے لوگ سرسری گذر جاتے هیں اور اپنی غفلت سے ان کی حقیقت تک نہیں پہنچتے !

ایک عرصے سے آیر لینڈ کے هوم رول بل کا مسئلہ انگلینڈ میں درپیش ہے اور روزانہ تار برقیوں میں برابر انکا ذکر هوتا ہے' مگر بہت سے لوگ هونگے جنہوں نے اسپر اس لحاظ سے نظر نہ ڈالی هوگی کہ خود همارے لیے اس واقعہ میں کس درجہ موثر مواعظ و بصائر موجود هیں ؟

آیر لینڈ انگلینڈ کے قریب ایک وسیع جزیرہ ہے جو نسل ' مذهب ' اور زبان میں انگلینڈ سے بالکل مختلف ہے - سنہ ۱۱۲۹ میں امراء آیر لینڈ کی ذاتی مخاصمات و منازعات کا نتیجہ انگلینڈ کے استیلا کی صورت میں ظاهر هوا جیسا کہ هر جگہ اور همیشہ هوا ہے ' اور بارهویں صدی سے (جبکہ اس قبضہ کی ابتدا تھی) یہہ غیور و شجیع قوم اس وقت تک کہ بیسویں صدی کا آغاز ہے ' برابر اپنی آزادی و استقلال کے لیے کوشاں و جانفشاں رهی ہے - آخری تدبیر هوم رول بل یعنی قانون استقلال داخلی و اداری کی صورت میں نمودار هوئی تھی جو بار ها ابھری اور پھر دبا دی گئی - اخر الامر ابرل پارٹی کے آخری اقتدار نے اسکو موجودہ حالت تک پہنچایا جسکی مخالفت و موافقت کی صداؤں اور هنگاموں نے آج انگلینڈ کے ایوان حکومت کو متزلزل کر دیا ہے -

چونکہ یہ واقعات همارے لیے موجب کمال موعظت و بصیرت اور باعث تنبیہ کار هونگے' اسلیے ان سے واقفیت حاصل کرنا ان تمام فرزندان ملک کے لیے نہایت ضروری ہے ' جو کام کرنے کے لیے راستوں کے متلاشی هیں' اور اگر راہ دیکھتے هیں تو دست رهنمائی نہیں پاتے -

(جغرافی حالات)

برٹش امپائر کی یوروپین مقبوضات میں (جو چند چھوٹے بڑے جزیروں کا مجموعہ ہے) آئر لینڈ ' انگلینڈ کے بعد اهمیت میں دوسرا جزیرہ ہے - اس کی وسعت انگلینڈ کے تین چوتھائی حصے کے برابر ہے - اس کا پایہ تخت شہر ڈبلن ہے جو لندن کے بعد برٹش امپائر میں دوسرا شہر ہے -

آئر لینڈ بلحاظ آبادی انگلینڈ سے بہت پیچھے ہے - اس کی آبادی انگلینڈ کے صرف پانچویں حصے کے برابر ہے - کل آبادی ۵۹ ' ۷ ' ۴۲ ' ۵ ہے ' جس میں ۳' ۹' ۱۴' ۴ کیتھولک هیں ' ۵۲' ۴ یہودی اور باقی پروٹسٹنٹ مذهب کے مختلف فرقے -

جزیرہ چار صوبوں پر منقسم ہے :
السٹر ' لینسٹر ' مونسٹر ' کانوٹ -

(السٹر) کی زیادہ آبادی نو باشندگان اسکاٹ لینڈ کی ہے ' اور یہی ٹکڑا آیر لینڈ کا صنعت و کارخانہ جات میں سب سے آگے بڑھا هوا ہے -

(لینسٹر) قدیم انگریزوں کی نو آبادی ہے -

(مونسٹر) آیر لینڈ کا گرم ترین صوبہ ہے ' اور یہی اس جزیرہ کے قدیم باشندوں کا ' جن کو " کیلٹک " Keltic کہتے هیں ' مسکن و موطن ہے -

(کانوٹ) آیر لینڈ کا سب سے کم تعلیم یافتہ اور سب سے کم زرخیز حصہ ہے -

هم نے آیرلینڈ کے قدیم باشندوں کا نام " کیلٹک " بتایا ہے - کیلٹک قبیلہ ' گیلک (Galic) قوم کی ایک شاخ ہے جو اهل اسکاٹ لینڈ و انگلینڈ سے بالکل مختلف ہے ' لیکن آیر لینڈ میں ان کا نام ملیشین (Milesians) ہے - هنری دوم کے عہد میں یہ جزیرہ فتح هوا تو السٹر میں ایک بڑی تعداد انگریزوں کی بھی آباد هوگئی - رفتہ رفتہ اسمیں اضافہ هوتا گیا یہاں تک کہ اب ایک بڑی آبادی هوگئی ہے -

آیر لینڈ کی معلومات تاریخ قدیم' نویں صدی (ق م) سے شروع هوتی ہے - اس زمانے میں آیر لینڈ پر " مجلس ملی " ایک منتخب بادشاہ کے ماتحت حکمراں هوتی تھی ' جو رؤساء قبائل سے مرکب تھی -

یہ نظام حکومت سنہ ۳۰۰ (ق م) تک قائم رها - اس عہد میں " هوگونی " نامی ایک اولو العزم بادشاہ تخت نشین هوا ' جسنے بہت سے مغربی جزائر کا حکومت آیرلینڈ میں اضافہ کیا ' بعض ممالک سے خراج بھی وصول کیے' اور ترتیب و تنسیق کے لیے ملک کو ۲۵ - صوبوں پر منقسم کر دیا -

تاریخ نے همیشہ بتایا ہے کہ بحالت ضعف حکومت عمومیہ ' تخت حکومت پر اتفاقات عصر نے جب کبھی کسی قوی الارادہ ' راسخ العزم ' اور شجیع القلب سلطان کو بٹھا دیا ہے ' تو حکومت اپنے عام ضعف کو کھوکر مجبور هوگئی ہے کہ آیندہ نسل سلطانی کے لیے اپنے تخت کو خالی کر دے - چنانچہ اس قدیم عہد تاریخ میں بھی یہی هوا ' اور آئر لینڈ کا تاج جانشینان " هوگونی " کے سروں کے لیے مخصوص هوگیا -

اس وقت سے تیسری صدی مسیحی تک جو ان ممالک کی نصرانیت کا آغاز عہد ہے ' اس خاندان کے مختلف افراد برسر

[۱] موسمؔ بمعنی اسٹیج -

حکومت رہے - رؤساء قبائل ہمیشہ ایک دوسرے پر حملے کیلیے فرصت اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے - سنہ ۹۵ ق م میں دو مدعیان سلطنت پیدا ہوے ' اور جزیرہ شمالاً و جنوباً دو حصوں میں منقسم ہوگیا ' لیکن ایک ہی سال کے بعد پھر بدستور ایک متحدہ حکومت قائم ہوگئی -

اس ملک کا آخری بت پرست تاجدار ایک نہایت اولوالعزم بادشاہ تھا جس نے نہ صرف ملک کی ترتیب و تنظیم ہی میں سعی بلیغ کی ' بلکہ آئرلینڈ سے نکل کر فرانس ' اسکاٹلینڈ ' اور انگلینڈ پر بھی حملہ آور ہوا ' اور آخر نہر "لوار" کے ساحل پر ایک تیر اجل پیغام کا نشانہ ہوکر ' اپنی اولوالعز مانہ امیدوں کے ساتھہ رخصت ہوگیا -

یہ تیسری صدی مسیحی تھی - پوپ کے نائب ان دور و دراز ممالک میں نشر مسیحیت کیلیے مصروف کار تھے - اس وقت سے پانچ صدی تک برابر کوششیں مصروف رہیں ' تا آنکہ پانچویں صدی کے اختتام پر تمام آئرلینڈ نے بپتسمہ پاکر "آدم کے موروثی گناہ" سے نجات حاصل کی اور مسیحیت میں داخل ہوگیا -

تاریخ نصرانیت کا ایک ایک صفحہ شاہد ہے کہ جب کوئی قوم " باپ اور بیٹے کے جلال " پر ایمان لائی ہے ' تو سب سے پہلے اس سے مسیح کے اس حکم کی تعمیل کرائی گئی ہے کہ :

" یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح پھیلانے آیا ہوں ' صلح پھیلانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں ' کیونکہ میں آیا ہوں تا کہ بیٹے کو باپ سے ' بیٹی کو ماں سے ' اور بہو کو ساس سے جدا کروں " (متی ۱۰ : ۳۴)

انہوں نے ہمیشہ اپنے غیر نصرانی بھائیوں کو نہایت تعذیب و تکلیف کے ساتھہ قبول نصرانیت پر مجبور کیا یا پھر انکے خون سے زمین کو رنگین کیا -

آیرلینڈ میں غیر نصرانی قبائل کے ساتھہ جو کچھہ ہوا ' اوسکے انتقام کے لیے ۱۰۰۰ برس کے صبر و تحمل کے بعد نارتھہ میرلینڈ اور ڈنمارک کے رؤساء نے آیرلینڈ پر حملہ کردیا اور فتح کیا - پھر اس عہد میں بھی وہ سب کچھہ ہوا ' جو نصرانیوں نے ۱۰۰۰ برس پہلے اس سرزمین پر کیا تھا - کنیسے لوٹے گئے ' " فرزندان پدر آسمانی " جلا وطن کیے گئے ' مدارس نصرانیہ بند ہوگئے ' مذہبی کتابیں جلاکر خاکستر کا ڈھیر کردی گئیں - اور " آنکھہ کے بدلے آنکھہ " موسی کی شریعت کا قانون ہے -

آخر الامر نیال سوم شاہ ایرلنیڈ کے زیر علم اہل آیرلینڈ کی ایک فوجی طاقت مجتمع ہوگئی ' جو اگرچہ حملہ آور کو ملک سے نکال نہ سکی ' تا ہم ان کو نہایت کمزور کردیا ' اور با ایں ہمہ ضعف ' وہ رؤساء قبائل کو باہم لڑا لڑا کر دو صدی بعد تک سواحل پر جمے رہے -

سنہ ۱۰۰۲ ع منسٹر کے ایک بادشاہ نے ڈنمارک والوں کو سواحل سے بھی نکال دیا اور اسطرح جزیرہ کا کامل الاقتدار بادشاہ ہوگیا لیکن کون نہیں جانتا کہ حکومت وطنیہ کے زوال و فنا کا صرف ایک ہی سبب ہوتا ہے ' یعنی ملک کے امراؤ رؤساء کی باہمی نا اتفاقی و خیانت وطنی - امیر لینسٹر کی دعوت و ترغیب سے ' جو امیر منسٹر کی اس غیر معمولی کامیابی سے دل گرفتہ تھا ' ڈنمارک نے سنہ ۱۰۱۴ میں پھر حملہ کردیا لیکن ناکام رہا -

بیرونی دشمن گو ناکام رہا اور یہ اکثر ہوتا ہے لیکن خود اندرونی دشمن جب ملک میں پیدا ہوجاتا ہے تو وہ کبھی نہیں مرتا ' جب تک کہ خود ملک کی رونق و سلامتی نہ مرجاے - چنانچہ ملک کے چاروں صوبے باہم معرکہ آرا ہوگئے -

انگریز قوم اپنی قومی خصوصیات و امتیازات اور حیل سیاسیہ میں نہ صرف آج ہی نامور ہے ' بلکہ آج سے ۸ - سو دس برس پہلے بھی وہ اسی طرح تھی - آج مصر اور دیگر اقوام میں وہ جوا کھیل رہی ہے ' لیکن اسکی مشق ۸ - سو برس ادھر سے کر رہی تھی ' تب کہیں جا کر اس دور جدید میں اس سبکدستی اور صفائی سے اپنا پولیٹکل ڈراما حسب موقع دکھلا سکی ہے ' جسے وقتاً فوقتاً ممالک شرقیہ کے اسٹیج پر شروع کرتی ہے اور ختم کرتی ہے -

لینسٹر بادشاہ ' سنہ ۱۱۶۹ ع میں ہنری دوم شاہ انگلینڈ سے طالب اعانت و نصرت ہوا ' اور اسطرح آیرلینڈ کے دستر خوان تاجداری پر خود اوسنے انگلینڈ کو دعوت دی - سنہ ۱۱۶۹ ع میں جو برطانی فوج آیرلینڈ میں داخل ہوئی تھی ' آج سنہ ۱۹۱۳ ع تک کہ ۷۳۵ برس ہوچکے ہیں واپس نہیں آئی ہے ' پھر مصر و زنجبار اور مسقط کے لیے لوگوں کو کیا جلدی پڑی ہے ؟

ہنری شاہ انگلینڈ کا قبض و استیلا کے جواز کے متعلق یہ استدلال ہے کہ پوپ نے سنہ ۱۱۷۷ ع میں اہل آیرلینڈ کی گردنیں اسکو بخش دی ہیں ' اور اسکی ایک سند بھی لکھکر حوالے کردی ہے -

(آئرلینڈ کا جہاد آزادی)

لیکن جو قوم کہ اپنی گردن کی خود اپنے تئیں بھی مالک نہ سمجھتی ہو ' وہ پوپ مفروض کی اس سند مجعول کو دیکھکر کیونکر اپنی گردن دوسری قوم کے آگے ڈال دیتی ؟ اس کشمکش کا نتیجہ ظاہر تھا -

انگلینڈ کا اس دعوے پر برابر حملہ آورانہ اصرار رہا ' اور آیرلینڈ کا ہمیشہ مدافعانہ انکار بھی قائم رہا - لیکن اس ہنگامۂ خارجی میں آیرلینڈ کی داخلی شورش بھی کم نہوئی ' نارمن جو اس جزیرے کے دوسرے باشندے تھے ' ہمیشہ قدیم آیرش باشندوں سے برسر پرخاش رہے اور اکثر حالتوں میں غالب رہے -

ان احزاب کی تسکین کے لیے ایک تجویز یہ عمل میں لائی گئی کہ جزیرہ کا حاکم خرد شاہزادہ جان بنایا گیا - وہ سنہ ۱۱۸۵ ع میں ۶۰ - جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر ' آیرلینڈ کی طرف روانہ ہوا ' لیکن ہزیمت ہوئی اور واپس آکر خود سابق انگریز گورنر شاہزادہ کے خلاف سازش میں شریک ہوگیا - سنہ ۱۲۱۰ ع میں شاہزادہ پھر واپس آیا - اور انگلو نارمن رؤساء کو ' جنہوں نے اس وقت بڑی قوت پیدا کرلی تھی ' کمزور کردیا -

اس سے فراغت پاکر جان نے محکمے قائم کیے ' عدالت جاری کی ' سکے ضرب کیے ' ڈبلن میں ایک مجلس انتظامی کی بنیاد ڈالی - پھر سنہ ۱۲۱۶ ع میں ہنری ثالث نے تمام آیرلینڈ کو معافی دیدی ' اور اونکو شخصی آزادی بخشی ' لیکن تاہم ان میں سے کوئی چیز بھی تشنہ کامان حریت و استقلال کو تسکین نہ دے سکی -

انگلینڈ ابھی اسی طرح باہم دست و گریباں تھے کہ اسکاٹ لینڈ کی سر زمین نے (اڈورڈ بروس) نامی ایک نیا مدعی پیدا کیا ' جسکی سعی و کوشش نے اسکاٹلینڈ کو بھی آیرلینڈ کی طرح انگلینڈ کے لئے مصیبت کدہ بنا دیا - اتحاد مصائب مصیبت زدوں کو متحد کر دیتا ہے - آیرلینڈ کے اکثر امرا نے اڈورڈ بروس کو اسکاٹلینڈ کی طرح آیرلینڈ کی حمایت کی دعوت دی ' اوسنے قبول کیا اور انگلو نارمن قبائل کو شکست دے کر اکثر حصوں پر قبضہ کرلیا ' اور اس طرح آیرلینڈ کا بادشاہ منتخب ہوا -

(لہا بقیۃ صالحۃ)

فن مکالمة

(از مراسله نگار ادیب ، صاحبزاده مولوي ظفر حسن صاحب)

به بستاں رو که از بلبل طریق عشق گیري یاد
به مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بیاموزي

(۱) قل لہم فی انفسہم قـولا بلیغـا	(لوگوں سے ایسي بات کہو که انکے دل میں اتر جاے)
(۲) قولوا قولا سدیـدا	(پخته بات کہو !)
(۳) (قولاله) قولا لینـه	(نرمي سے بولو !
(۴) قولوا قولا معروفـا	(نیک اور اچھي بات کہو !)

امتحاں سراي عالم میں انساني کامراني و فائز المرامي ، مقصد پذیري و قسمت وري ، فیروز مندي و کامیابي ، غرضکه تمام دنیاري فوز و فلاح ، في صدي ننانوے حصه زبان کے هاتهه ہے - اس مضغۂ گوشت نے ، جس پر بتیس دانتوں کا پہرہ ہے ، با این همه تقید و پابندي ، آهني قلعے تسخیر کیے هیں ، ممالک فتح کیے هیں ، فوجوں کو شکستیں دي هیں ، گداگروں کو پادشاه بنایا ہے ، خاک آلود و ژولیده مو سروں پر تاج مرصع کار رکھا ہے ، اور بوریائے مسکنت کو اورنگ جہانباني پر جا بٹھایا ہے - اور پھر اس ظلمت کدۂ هستي میں اگر کسي نے کفر و ضلالت کي اقلیموں کو فتح کیا ہے ، اور وهم پرستي و خام اندیشي کي تاریکي کا پرده چاک کیا ہے ، تو وہ یہي شمشیر عالمگیر ، اور وہ اسي تلوار آبدار کي چمک ہے - اسي نے انساني دلوں میں تثلیث کي جگه توحید کو ، آتش پرستي کي جگه یزداں پرستي کو ، اور اصنام ساکت و صامت کي جگه خداے حی و قیوم کو دلوائي ، کفر اندیشي و باطل پرستي کي گھٹا دور کي ، اور نور ایمان و ایقان سے صفحۂ عالم کو جگمگا دیا !!

اسلام نے اپني حقانیت کي حجت زبان کو قرار دیا ہے - (۱) اسلام کے هاتهه میں اگر کوئي ایسا عصا ہے جو چشم زدن میں اژدها بنجاے اور طرفة العین میں زمین کے اندر سے چشمۂ شیریں نکالدے ، تو وہ یہي عصاے زبان ہے ! اسکے پاس اگر کوئي ایسا ساز نغمه ہے جسکي آواز جن و انس ، پرند چرند ، اور شیر و حجر کے دلوں کو اپني طرف کھینچ لے ، تو وہ بربط زبان هي ہے ، اور پھر اسلام کو اگر کوئي جمال عالمگیر و حسن جہاں تسخیر حاصل ہے ، تو وہ یہي حسن گفتار هي ہے :

آنچه خوباں همه دارند ، تو تنہا داري !

تاریخ کامیابي و فرخندالي کا هر صفحه سلطان زباں کا ثنا سنج و مدح طراز ہے - اسکي هر سطر ایک ترانۂ توصیف ، اور اسکا هر لفظ ایک زمزمۂ تحمید ہے - اسکي صاف صاف شہادت ہے که اس تیره خاکدان ارضي میں زبان هي نے آدم زاد پر فردوس فلاح و گلشن صلاح کے دروازے کھولے ، وہ آلۂ وحید زبان هي ہے جسنے انسان کے لیے قصر کامراني تعمیر کیا ، سامان عیش و نشاط ترتیب دیا ، اور زمین پر سلسبیل و کوثر کي نہریں جاري کردیں ، تاکه وہ ان سے بہره مند و حظ اندوز هو ، اور دنیا میں باغ هاے جنت کي لذتیں لوٹے - پھر وہ مضراب زبان هي تهي ، جسنے ساز هستي کے نغمه هاے مخفي آشکار اور سرود فطرت کے ترانه هاے مضمر کو برسر بازار کردیا ، اور انسان کو اس کے ترنم لطیف و تغني سحر تاثیر سے لطف اندوزي و فیضیابي کا موقع دیا - اور پھر زبان هي وہ کلید خاص ہے ، جس نے گنجینه هاے مقفل و در بسته کو ایک لمحه کے اندر صرف دست و نظر کردیا !

خامه کلیدے که در گنج راست
زیر زباں مرد سخن سنج راست

پھر زبان هي وہ بال سے زیاده باریک اور تلوار کي دهار سے زیاده تیز ایک صراط امتحان ہے ، جسکے نیچے حسرت و یاس کا جہنم شعله زن ہے ، اور جسکي سر حد بہشت مسرت و کامراني کے اندر ختم هوتي ہے - اگر پاے گفتار کو لغزش هوئي تو طعمۂ رنج و تعب هوگئي ، ورنه عیش دائمي و انبساط سرمـدي سے هم آغوشي ہے - اگر اسکا حسن استعمال اوج مـراد و معـراج نشاط تک پہونچا دیسکتا ہے ، تو اسکا سوء استعمال حضیض نامرادي و تحت الثراے ناکامي پر پٹک بھي دیتا ہے ، اور جسطرح زبان کے حسن استعمال نے غریب کو امیر ، فقیر کو بادشاه ، محتاج کو غني ، مغلوب کو غالب ، مفتوح کو فاتح ، بزدل کو شجاع ، ظالم کو رحمدل ، اور کافر کو مومن بنا دیا ہے ، اسیطرح اسکے سوء استعمال نے بادشاهوں سے بھیک منگوا دي ہے - شہزادوں کے هاتهه میں کاسۂ احتیاج دیدیا ہے ، ایک عالم کو دشمن بنا لیا ہے اور لا تعد و لا تحصی مصائب و آلام کے پہاڑ انسان کے سر پر لا توڑے هیں -

* * *

تاریخ انگلستان شاهد ہے که چارلس اول نے درشت کلامي کے دیوتا کو اپنا سر نذر کیا ، هنري دوم کے الفاظ طامس اے بیکٹ کي هلاکت کا باعث هوے ، فریڈرک اعظم کے زهر آلود فقرات جنگ ، جنگ هفت ساله (Seven years war) کا موجب بنے ، اور پھر کون نہیں جانتا که جب انگلستان کي حالت بہت نازک تهي ، برطاني فوج دل شکسته هو رهي تهي ، فرانس کے رعب سے تمام برطانیه کے جسم میں رعشه تها ، تو (نیلسن) کے الفاظ هي تھے ، جسنے بحري فوج کے ٹوٹے هوے دل پھر جوڑ دیے ، هارے هوے همتوں کو پھر چاق چوبند کر دیا ، بزدلوں کے اندر روح شجاعت از سر نو پھونک دي ، اور پیچھے هٹنے والے قدموں کو سب سے آگے بڑھا دیا !!

زمانه جانتا ہے که (نپولین) کي کامیابي کا راز هاتهه نه تها بلکه زبان تهي - اسکي زبان کي مٹھي میں فرانس کا دل تها - یہي زبان تهي جسکي دستگیري نے اسے سپاهیوں کي ادنی صف سے نکالکر فرانس کے تخت پر جا بٹھایا - پس نپولین کو بادشاه بنا دیا اسکے اقوال نے ، نه کے اسکے افعال نے - یعني اسنے ، جو اسنے کہا تها - نه اسنے ، جو اسنے کیا تها !!

* * *

جون کا مہینه ہے ، اٹھارویں صدي عیسوي کا آفتاب قریب غروب ہے - برٹش پارلیمنٹ کے روبرو وارن هسٹنگس (هندوستان کے ایک گورنر جنرل) کا مقدمه پیش ہے ، رچرڈ برنسلے شیریڈن آٹھتا ہے - مخالفت میں کامل ساڑھے پانچ گھنٹے تقریر کرتا ہے - لیکن سامعین کا کیا رنگ ہے ؟ کیا اسکے طولانی خطبه سے گھبرا رہے هیں ؟ اسکي طویل تقریر سے اکتا گئے هیں ؟ نہیں ، بلکه اسکے برخلاف هر شخص سر تا بقدم گوش ہے ، حیرت ہے ، جو جس پہلو بیٹھا ہے ، اسي پہلو بیٹھا رهگیا ہے - گویا پتھر کے بت جا بجا کرسیوں پر نصب کردیے گئے هیں - تنفس میں ابتري ہے ، آنکھیں کو کھلي هیں لیکن خطابت کے مسمریزم سے هر شخص معمول و مدهوش ہے - فریقین اسطرح محو سماعت هیں که ما به النزاع قطعاً فراموش ہے - هسٹنگس کي موافقت و مخالفت کا کسي کو خیال نہیں - هر قلب (غالب) کي اس فلسفه سنجي کا مصداق جامد ہے :

(۱) فاتوا بسورة من مثله (منه)

بذوق بیخبر از در در آمدم ' معذورم
بوعدہ ام چہ نیاز و ز انتظار چہ حظ !

لوگن جیسا وارن ہسٹنگس کا طرفدار ' دوران تقریر میں ایک گھنٹہ بعد اپنے ہم نشین سے کہتا ہے : " بس یہ تمام لفاظی ہی لفاظی ہے ' دلیل اور ثبوت کا نام نہیں " دوسرا گھنٹہ گذرنے پر کہتا ہے : " کیسی عجیب و غریب خطابت ہے ؟ " تیسرے گھنٹے کے بعد کہتا ہے : " واقعی مسٹر ہسٹنگس نے کچھہ انصاف نہیں کیا " مگر قبل اسکے کہ تقریر ختم ہو زور سے چیخ اٹھتا ہے : " درحقیقت ہیسٹنگس ظلم و انصاف کشی کا ایک شیطان عظیم ہے " !!

ہاؤس آف کامنس کا ایک ممبر التوائے اجلاس کی تحریک پیش کرتا ہے اور اس امر کا اظہار و اعتراف کرتا ہے کہ بہ حالت موجودہ ' اسکا دل و دماغ صحیح ووٹ دینے کے قابل نہیں -

یہ ہے زبان کا اثر ' اور یہ ہے الفاظ کی تاثیر !!

* * *

خیر ' یہ تو تاریخی واقعات ہیں - ہماری انفرادی زندگی میں شب و روز اس قبیل کی باتیں پیش آتی رہتی ہیں - اس رسالہ کے ہر پڑھنے والے کو تجربہ ہوگا کہ کسطرح ایک معصب عزیز کی بات نے نشتر کا کام کیا ' اور کسطرح ایک لفظ نے دشمن کا دل صاف کر دیا ؟ اور پھر ذرا سی دیر میں دشمن دوست ' اور دوست دشمن ہوگیا ؟

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ الفاظ کا اثر وقت کے ساتھہ ختم ہو جاتا ہے ' نہیں ' بلکہ وقت کے گذر جانے اور مہینوں ' سالوں اور صدیوں کے بعد بھی دیکھا گیا ہے کہ امتداد زمانہ نے شراب تاثیر کو اور تیز کر دیا ہے اور الفاظ اپنے اندر وہی کھٹک ' وہی اثر ' وہی درد ' اور وہی طپش رکھتے ہوے نظر آئے ہیں - اعمال انسانی پر انکی حکومت برقرار رہی ہے اور اکثر بزرگان دین و قوم اور کبار خاندان و قبیلہ کے اقوال نے اس پیکر معصیت و عصیاں یعنے انسان کو برے کاموں سے بچایا ہے اور ہر موقعہ پر سامنے آکر ایک قاہر و جابر مانع کا کام دیا ہے !

انسان کا دل کچھہ عجیب طلسم زار تاثیر و تاثر ہے - کبھی اس سینۂ نازک میں ہوا کی ٹھیس سے بال پڑ جاتا ہے ' اور کبھی اس آئینہ عجیب کا غلیظ و دیرینہ زنگ آن واحد میں دور ہو جاتا ہے -

مگر ایسا کیوں ہے ؟

ماہرین علم النفس جانتے ہیں کہ لفظ میں کیا تاثیر ہے ' لبوں کی حرکت میں کیسا سحر ہے ' اور زبان کو دل کے اندر کیسا کچھہ دخل عظیم حاصل ہے ؟ اس رسالے کا مقصد وحید ' اسی مسئلہ کی علم النفس کی روشنی میں تحلیل ' چند اہم نتائج علمیہ کا انتزاع ' اور فن مکالمۃ کی سرسری تدوین ہے -

پس سب سے پہلے ہم " فن مکالمۃ " کی تعریف کیطرف رجوع ہوتے ہیں کہ " فن مکالمۃ کہتے کسکو ہیں ؟ " لیکن اس سوال میں کہ " فن مکالمت " سے کیا مراد ہے ؟ دراصل دو سوال پوشیدہ ہیں ' یا یوں کہیے کہ یہ سوال دو سوالوں سے مرکب ہے - پہلا سوال یہ ہے کہ " فن " کیا چیز ہے ؟ اور دوسرا یہ کہ " مکالمۃ کیا شے ہے " ؟

" علم " و " فن " کی بحث و تفریق ' علم منطق کا ابتدائی مبحث ہے - اکثر رسائل اسی بحث سے شروع کیے جاتے ہیں ' اور عجیب عجیب موشگافیاں کیجاتی ہیں ' مگر " علم " و " فن " کا مسئلہ ارباب منطق کے ہاتھہ میں جاکر ' نہایت خشک اور غیر دلچسپ بحث بنجاتا ہے - برخلاف اسکے ہمارا قلم " فن مکالمۃ " کے مباحث دلچسپ و مفید لکھنے کے لئے مضطرب ہے - لیکن کیا کروں کہ قارئین کرام کو ان مباحث سے فائدۂ تام حاصل نہوگا - تاوقتیکہ مسئلہ " علم " و " فن " پر ایک گونہ انہیں عبور حاصل نہو جائے کہ یہی فن مکالمۃ کا اساس اولین و بنیاد مباحث ہے -

پس ہم اس مسئلۂ اہم کے طرف خاص طور پر متوجہ ہوتے ہیں کہ اگر عمارت کا سنگ و بنیاد ہی درست و راست نہیں تو نقش و نگار کی خوبی و حسن کو لیکر کوئی کیا کریگا ؟ حسن فضول و مفاد مجرد ' دونوں فن نفیس کی نظر میں قبیح و قبیح تر ہیں - کمال ہر صنعت حسن و افادہ ' دونوں کے انضمام پر منحصر ہے ' اور کمال ہر کار ' حسن آرائی و کار مندی ' دونوں کی آمیزش لطیف کا نام ہے - دیکھو ' چشم و ابرو کی یکجائی کا کیا اشارہ ہے ؟ آنکھہ جو کہ بذات خود ایک آلۂ مفید ہے ' محراب ابرو کے بغیر ایک روزن دیوار سے زیادہ نہیں ' اور ابرو جو اپنی جگہ پر مظہر حسن و جلوہ گاہ جمال مجرد ہے ' آنکھہ کے بغیر ایک دیوار شکستہ کی محراب کے سوا اور کیا ہے ؟

بہوں پاس آنکھہ قبلہ حاجات چاہئے

سب سے پہلے ہم " علم " اور " فن " کے متعلق ایک تمہید مختصر پیش کرینگے ' جو یوں بھی بجائے خود نفع و دلچسپی سے خالی نہوگی - اسکے بعد " مکالمۃ " کے مباحث کی طرف متوجہ ہونگے اور وہ طریقے بتائے جائینگے ' جن پر عمل کرنے سے انسان اپنی زبان سے ایک عالم کو تسخیر کر لے سکتا ہے ' اور ساری دنیا کو اپنی مٹھی میں لیلے سکتا ہے کہ جسطرف چاہے اُسے پھیر دے !!

(علم و فن)

علم عبارت ہے مجموعۂ کلیات و مجردات و نظریات سے - وہ مظاہر فطرت کی توضیح و تشریح کرتا اور موجودات عالم کے وجود و ظہور کے شرایط و قوانین بتلاتا ہے - علم اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کسی شے کے وجود پذیر ہونیکے کیا اسباب ہیں ' کسی چیز کے معرض شہود میں آنیکے کیا علل ہیں ' اور مناظر و مظاہر کائنات کے بواعث تخلیق کیا کیا ہیں ' اور نیز کیا طریق وقوع ہے ؟ علم بتلاتا ہے کہ کیوں سمندر سے ابخرات اٹھے ' کسطرح بادل بنے ' کیوں پہاڑوں سے ٹکرا کر برسے ' ہوا نے کسطرح ہاتھوں ہاتھہ لیکر ہر جگہہ پہونچایا ' کسطرح برگ خشک لب کو سیراب کیا ' مرجھائے ہوائے پودے سرسبز و شاداب ہوگئے ' اور سوامی کھیتیوں کو ہرا بھرا کر دیا ؟ علم ہی ہے جو اُس مشاطۂ اعجاز کار سے تعارف کراتا ہے ' جسکے ہاتھوں شاید فطرت کے افزائش حسن و جمال کا کام انجام پاتا ہے ' جسکا دست آرائشگر عروس ہستی کی چہرہ پردازی و حسن افروزی کا آلۂ وحید ہے ' جسکی انگلیاں معشوق قدرت کے بالوں کا شانۂ حسن افزا ہیں - جس سے کائنات عالم کے شباب حسن کا نکھار قائم و برقرار رہتا ہے : ربنا ما خلقت ہذا باطلا !!

غرضکہ علم کا موضوع بحث ' موجودات ہستی کے درمیان جو علاقہ ہاے سببیت وجود گزیں ہیں ' انکا انکشاف اور مظاہر فطرت کے انداز ظہور کی تعین و تحدید ہے اور بس -

برخلاف اسکے " فن " نام ہے اُن اصول و ہدایات کے مجموعہ کا ' جو کسی علم کی نظریات پر مبنی ہوتے ہیں اور اسطرح اُس علم میں ثابت و مبرہن ہوکر ' شمع راہ عمل ' اور رہنمائے بصیرت و عبرت ہوتے ہیں ' یعنی " فن " کو ان اصول و قوانین کی حقیقت و ماہیت سے کچھہ بحث نہیں ہوتی اسلیے نہ یہ تو علم کا موضوع خاص ہے - فن کا کام ' محض ان اصول متحققہ و قوانین منکشفہ کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا ' اور انسے استفادہ حاصل کرنا ہے - علوم نظریات و کلیات کا اثبات اور حقائق و مظاہر فطرت کا انکشاف

شئون عثمانیہ

کرتے هیں' اور مجردات کے اصول خالص کي تعليم ديتے هيں - مگر فنوں کا کام بس اسي قدر هے که ان کليات و مجردات و حقائق متحققه و مکتشفه سے بهرہ اندوز هوں ' اور اعمال انساني کے لئے علوم سے اسباق مفيدہ حاصل کرکے سهل و آسان اور موصل الی المقاصد راهيں کهولديں -

مثال کے ليے علم تشريح (Anatomy) اور فن جراحي (Surgery) کو ليجيے - علم تشريح جسم انساني کے اعضا و جوارح کے حالات و تعلقات باهمي کو ظاهر کرتا هے - مگر فن جراحي صرف ان مباحث و کليات سے فائدہ اٹهاتا هے ' اور اپنے اصول و قوانين کو علم تشريح کي نظريات و حقائق سے اخذ کرتا اور اسطرح عمل جراحي کے ليے ايک ذخيرۂ هدايات و تنبيهات فراهم کر ديتا هے -

اگر ناظرين کرام دوران تعريف " فن مکالمة " ميں اجازت ديں ' تو بطور جملۂ معترضه کے کهه سکتا هوں که جسطرح فن جراحي يکسر علم تشريح پر مبني هے ' اسي طرح بعينه " فن مکالمة " بهي تمام تر علم النفس سے ماخوذ هے - فن مکالمة بتاتا هے اور علم النفس اصول کو ثابت کرتا هے - پس جو جسکا مطلوب هو ' وہ اسي طرف متوجه هو:

به بستاں رو که از بلبل طريق عشق گيري ياد
به مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بياموزي

اب جبکه فن کي ماهيت و حقيقت ظاهر هوگئي ' تو سوال يه هے که مکالمة کے معني کيا هيں ؟

الهـــلال:

(۱) يه مضمون کئي نمبروں ميں ختم هوگا - ابهي صرف تمهيد هي هے - آپنے عنوان " فن مکالمة " رکها هے - جب تک که اصل مبحث شروع نهو ' نهيں کها جا سکتا که آپکا مقصود اصلي کيا هے ؟ ليکن مثالوں سے معلوم هوتا هے که آپ تقرير و خطبات کے متعلق لکهنا چاهتے هيں - اگر يهي مقصود هو تو اسکے ليے تو " فن خطابت " پيشتر سے ايک عمده لفظ موجود هے ' اور " مکالمة " کي ضرورت نهيں -

(۲) آغاز مضمون ميں آپنے " فاتو بسورة من مثله " کي طرف اشارہ کيا هے اور فصاحت بيان کو اسلام کا سب سے بڑا حربۂ اثر و تسخير قرار ديا هے - ميں سمجهتا هوں که اس سے اپکا مقصود يه هوگا که مذهب نے بهي اس وسيلۂ تاثر سے کام ليا - ورنه اس آيت ميں محض فصاحت و بلاغت بيان هي کي تحدي نهيں هے - والقصة بطولها - اسلام کے اسلحۂ اثر ايک دو هي نهيں بلکه بهت سے هيں ' اور اسکي بڑي تلوار فطرة انساني کي مطابقت اور تعاليم صحيح و ارشاد الهي هے - يهي معني هيں اس ايت کے که " ذلک الدين القيم "

(۳) خطابت کے عجيب و غريب اثرات کي مثاليں تاريخ عرب سے بهي بکثرت ملسکتي هيں اور وہ نهايت موثر اور دلچسپ هيں - علی الخصوص دور جاهلية -

بريد فرنگ

برطانيه از روے معاهدہ ' دولت عثمانيه کي اعانت پر مجبور هے

اثر: کاتب شهير و انصاف دوست ' مسٹر بلنٹ

مشهور اسلام دوست انگريز اهل قلم اور سياسي مصنف ' مسٹر " بلنٹ " نے حسب ذيل خط " ويسٹ منسٹر گزٹ " کے اڈيٹر کے نام شائع کرايا هے :

" جناب من ! ممنون هوں که آپ نے ميرا پهلا خط شائع کرديا -

آپ نے اپنے ايک مقالۂ افتتاحيه (ليڈنگ آرٹيکل) ميں ان فقروں کو لکهتے هوے که " هم دولت عثمانيه کي زندگي کے ضامن نهيں هيں " (ميں اس اظهار سے باز نهيں رہ سکتا که) ايک نهايت افسوس ناک غلطي کي هے -

معلوم هونا چاهيے که حکومت برطانيه ' از روے معاهدۂ دفاعيه ۴ - جولائي سنه ۱۸۷۸ ع (ديکهو کتاب ازرق Blue Book عدد ۳۸ - سنه ۱۸۷۸ ع) ، روس سے عثماني ايشيا کي محافظت و مدافعت پر مجبور هے -

برطانيه کي وزارت خارجيه اس معاهدے کي پابند هے ' جيسا که ابهي ابهي گذشته سال وزير خارجيه نے خود اپني زبان سے اس کا اعتراف کيا هے -

انگلستان نے اس معاهدے ميں دولت عثمانيه سے وعده کيا هے که اگر روس کبهي عثماني ايشيا کے کسي حصه پر حمله آور هوگا تو وہ هميشه اپني جنگي قوت سے دولت عثمانيه کي اعانت کرے گا ' اس کے معاوضه ميں دولت عثمانيه نے اصلاحات کے جاري کرنے اور مسيحي رعايا کے حقوق کي حفاظت کا وعده کيا ' اور جزيرۂ قبرص کے انتظامات انگريزوں کے سپرد کرديے که وہ عثماني ايشيا کي حفاظت کے ليے اس اهم جنگي موقع سے کام ليں -

ان تصريحات کے بعد در حقيقت اوس وقت تک کے ليے ' جب تک که يه معاهده فسخ نهو ' اور قبرص دولت عثمانيه کو واپس نه ديا جاے ' انگلستان مجبور هے که قانوناً اور اخلاقاً اس معاهدے کي عزت کرے ' خواہ اوسکي جنگي قوت بحر متوسط ميں کسي حد تک متغير کيوں نه هوجاے -

اس بنا پر اس وقت دول عظمي کے مقابلے ميں روس کي خواہ کسي حد تک بهي بے چارگي هو ' ليکن اس معاهده کي تصديق و تعميل سے وہ کسي طرح عذر نهيں کرسکتا - اسکي مثال بعينه اوس معاهده کي سي هے ' جو ايک انسان کي حفاظت و مدافعت کے ليے دوسرا شريف انسان کرتا هے -

پس انگلستان کو اوس روس کے مقابلے ميں اس معاهدے کي

عزت بھولني نه چاهیے تھي ' جسکے خوف سے متاثر هوکر سر اڈورڈ گرے نے ایام گذشته میں دولت عثمانیه کو یه نصیحت کي تھي :

" ادرنه کي حوالگي میں دولة علیه اب تاخیر نه کرے ' ورنه ممکن هے که روس ایشیائي صوبوں کي طرف پیش قدمي کردے گا "

اس وقت عثماني رجال سیاست اڈورڈ گرے کي روسیوں کے ساتھه قلبي میلان و انعطاف سے نا واقف نه تھے ' او ر نه اس پر اسرار نصیحت کي اس حقیقت سے نا آشنا تھے که اس سے جتني ترکوں کے ساتھه خیر اندیشي ظاهر هوتي هے ' اوس سے کهیں زیاده سلافي اقوام کے ساتھه همدردي و طرفداري ظاهر هوتي هے ' اور یه روس کے مصالح کا عین مقتضی هے -

یه نا معلوم امر نهیں هے که ادرنه یورپ میں ایک مستحکم اور قلعه دار شهر هے - اسلیے ظاهر هے که انگلستان کیلیے اوسکي حفاظت کوئي اهم چیز نهیں ' اور اسي لیے معاهدۂ قبرص میں یوروپین عثماني صوبوں کے اندر اصلاحات و نظمیات کي دفعه نهیں بڑهائي گئي پس یه بالکل صاف هوگیا که سر اڈ ورڈ گرے نے جن همدردانه الفاظ سے ترکوں کو خطاب کیا ' اون کا مقصود یهي تھا که ترک ادرنه چھوڑ کر خط اینوس و میڈیا تک هٹ آئیں اور حق هے که ترک سر اڈ ورڈ گرے پر یه الزام قائم کریں که وه بھي یورپ کے اوس طریق سیاست میں شریک هیں جس کا مقصود عثماني صوبوں کي غارتگري هے - اس کا کیا مطلب هے که ایک حریف کو تو آگے بڑهایا جاے ' اور دوسرا ترکوں سے خطاب کرے که مقابله کي حاجت نهیں ' تم یهاں اور پیچھے هٹ آؤ ' جیسا که طرابلس میں آخر هوچکا هے ؟

سر اڈورڈ گرے کے ان چند مختصر فقروں سے بظاهر ترکوں کو کوئي نقصان نهیں هوا ' لیکن حقیقت میں اونکو متعدد نقصانات پهونچائے گئے - سلافي اقوام کي اسکے ذریعه تشجیع کي گئي که تم نه ڈرو ' روسي اور انگریز تمهارے ساتھه هیں ' اور ترکوں کو ایشیا کي حفاظت کے لیے ادرنه سے فوج کا ایک ٹکڑا ایشیا میں منتقل کر دینا پڑا -

بظاهر حالات معلوم هوتا هے که آپ معاهدۂ قبرص کو نا قابل التفات اور گویا معدوم سمجھتے هیں ' لیکن مجھے شک هے که وزارت خارجیه آپ سے متفق نه هوگي ' کیونکه سر اڈو رڈ گرے نے گذشته سال نهایت صریح الفاظ میں اٹلي کے قبضۂ جزیرۂ روڈس کے وقت اس کا حواله دیا تھا ' گو وه ترکوں کے لئے مفید نه تھا - وزارت خارجیه نے کها تھا که " انگلستان نے روس سے عثماني ایشیا کي محافظت کا عهد کیا هے ' نه که تمام دول عالم سے "

ان وجوه سے میں اوس وقت تک ' جب تک که انگلستان قبرص پر قابض هے ' اس امر کیلیے اوسے مجبور پاتا هوں که وه روسیوں سے ایشیاے عثماني کي حفاظت کرے .... "

میں آج بغرض دیکھنے مسجد مچھلي بازار کانپور کے آیا - مجھے چند معزز دوستونسے معلوم هوا که میري نسبت یه غلط فهمي عام هو رهي هے که میں نے کوئي فتوی اپنا مهري یا دستخطي بحضور هز آنر بالقابه پیش کیا هے جسکا مضمون یه هے که منهدمه حصه مچھلي بازار کانپور کا جزو مسجد نهیں هے حالانکه یه افواه محض غلط هے میں نے کوئي فتوی یا کوئي تحریر مسجد مذکور کے متعلق نه لکھی هے اور نه جناب لفٹنٹ گورنر بهادر کو دي هے - نه کوئي گفتگو اسکے متعلق هز آنر یا کسي دوسرے حاکم سے کي هے - لهذا آپ میري دستخطي تحریر هذا اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر مجھکو قوم کي بد گماني سے بري فرمائیے فقط -

دستخط فقیر محمد ابو الخیر غازي پوري ۸ - اکتوبر ۱۹۱۳

عالم اسلامی

رشادیه

عثماني زره پوش جهاز

حمیدیه کے بعد ' جسکي تاریخ بنا سنه ۱۸۸۰ هے ' ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ - پهلا موقع هے جب حکومت عثمانیه ایک زره پوش جنگي جهاز کي مالک هوئي هے -

سلطان کے نام سے اس جدید مدرعه (آهني جنگي جهاز) کا نام " رشادیه " رکھا گیا هے - رشادیه کي طیاري کے لیے ملي سنه ۱۹۱۱ ع میں انگلستان کے کارخانه (ویکا وزر بارو) کو حکم دیا گیا ' اور اسکے تین مهینے بعد دولت علیه اور کارخانه داروں کا باهمي معاهده طے هوا - ۶ - دسمبر سنه ۱۹۱۱ع رشادیه کي طیاري کا روز افتتاح ' اور ۳ - ستمبر سنه ۱۹۱۳ تاریخ تکمیل هے -

رشادیه تاریخ مذکور سے بهت پهلے طیار هوچکا تھا ' لیکن اس اثنا میں دولت علیه جن حوادث و انقلابات میں مبتلا رهي ' نیز وقتاً فوقتاً مدرعۂ مذکوره میں جن نئي نئي اصلاحات و اضافات کي فرمائشیں هوتي رهیں ' ان کي بنا پر کام بدیر ختم هوا ' لیکن تاخیر کا نتیجه بهت بهتر هوا -

رشادیه کا طرز بنا اوس جدید انگریزي جهاز کي طرز کا هے ' جسکا نام " جارج پنجم " هے - رشادیه وزن ' قوت آلات ' سرعت سیر ' استحکام و سلاح بندي اور اپني بڑي بڑي توپوں کے لحاظ سے بالکل " جارج " کے مساوي و مقابل هے ' بلکه " رشادیه " کي سکنڈ باٹري قوت و شدت میں " جارج " سے کهیں زیاده مضبوط و مستحکم هے -

" رشادیه " کا بار ۲۳ - هزار ٹن ' طول ۵۲۵ - فیٹ ' عرض ۹۱ - فیٹ ' عمق ۲۸ - فیٹ هے ' اور اوسکے انجن کي طاقت ۳۱ - هزار گھوڑوں کے برابر هے - اسکي متوسط رفتار ۲۱ - میل هے ' اور سطح فوقاني ۱۲ - انچ کي فولادي چادر سے چھپي هے - اس میں چار فوقاني طبقے هیں جو ۱۲ ' ۹ ' ۸ ' اور ۶ - انچ کي مختلف الضخامة چادروں میں لپٹے هوے هیں - سب سے آخري اور داخلي طبقه جو بالکل سطح آب کے برابر هے ' نهایت محفوظ و محکم هے -

سلاح بندي کے لحاظ سے " رشادیه " تمام انگریزي جهازوں سے ممتاز هے - اسکي پهلي باٹري جو دس توپوں سے مرکب هے اور جن میں سے هر ایک کا قطر ۵ - ۱۳ - انچ هے جهاز " جارج " سے مشابه هے - اسي طرح دوسري اور چوتھي صف کي توپیں بھي بالکل " جارج " کي طرح هیں - چوتھي صف کی توپوں میں سے جهاز کے مقدم و موخر حصه میں بغرض حفاظت چار حرکت کرنے والي توپیں بھی موجود هیں - دوسري باٹري ۱۶ - توپوں سے مرکب هے - هر توپ کا قطر انچ هے ' نیز بالکل محفوظ اور سامنے سے کھلي هوئي هیں - ضرورت کے موقع پر آٹھه توپیں دهنے بائیں ' اور چھه چھه آگے پیچھے چلائي جا سکتي هیں - طرز " جارج " کے اور جهاز جو موجود هیں ' ان کي دوسري باٹري میں چھه چھه توپیں هیں جن میں سے هر ایک کا قطر صرف ۱۴ - انچ هے -

" رشادیه " بحریۂ عثمانیه کي ترقي کا دوسرا زینه هے اگر هم " حمیدیه " کو پهلا زینه سمجھیں - البته یه بھي جو کچھه هوا ' امریکا ' فرانس ' روس ' اور اٹلي کي قوت بحریه کے مقابله میں هیچ هے -

مراسلات

ان سلطنتوں میں جو جہاز بنتے ہیں ان میں ۲۰ - ۲۰ بلکہ ان سے بھی زیادہ توپیں ہوتی ہیں، جن میں سے ہر ایک کا قطر ۵ - ۶ - ۰ - ۴۰ - انچ کا ہوتا ہے -

" رشادیہ " کی ترتیب و تنظیم و اسلاح بندی ایک کمیٹی کی زیر مراقبہ ہوئی ہے جسکے رئیس کمانڈر حقی بک تھے -

لندن کے سفیر عثمانی توفیق پاشا نے اپنی تقریر میں رشادیہ کی تقریب کرتے ہوے فرمایا :

" رشادیہ امید ہے کہ ملک و حکومت کی حفاظت و حمایت نہایت شجاعت و بہادری سے کرے گا اور کسب سعادت و ترقی راہ میں آگے بڑھتا رہے گا "

آگے چلکر سفیر موصوف نے کہا :

" دولت عثمانیہ کی آرزو صرف یہ ہے کہ وہ سکون و امن کے ساتھہ دنیا میں باقی اور اپنی وسیع حدود فرمانروائی کی ادبی و مادی ترقی میں کوشاں اور جانفشاں رہے، اور اس فوز و کامیابی کے حصول میں دولت عثمانیہ حکومت برطانیہ کی اعانت پر اعتماد کرتی ہے "

(سر وینسنت کلارق) کارخانۂ (ویکارز) کے ایک منیجر نے سفیر موصوف کے جواب میں ایک فصیح تقریر کی جسکے آخری فقرے یہ تھے :

" رشادیہ کی حسن قسمت و نیک فال ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ عین عید کے روز پانی میں اتارا گیا، جو مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ مبارک دن ہے "

...

سابق متولی مسجد کانپور

گذارش ہے کہ جناب کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ میں مسجد مچھلی بازار کے معاملہ میں بے قصور ہوں - میرے خلاف جو مضمون جناب کو کانپور سے گئے وہ غلط تھے - لہذا قبل بھی عرض کرچکا ہوں - اب بھی گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو تردید شایع فرمادیں - ورنہ خیر جو راے اقدس ہو - میں ہر طرح پر خوش ہوں - مگر یہہ ضرور عرض کرونگا کہ خدا شاہد ہے - میں نے کوئی منظوری زبانی یا تحریری کسی حاکم کو نہیں دی - فقط -

(فدوی کریم احمد - بساطی بازار کانپور)

(الہلال)

فقیر نے کانپور میں دونوں مرتبہ آپسے زبانی کہدیا تھا کہ مجھے اس بارے میں کوی خاص کاوش تو ہے نہیں - ایک دینی معاملہ تھا - آپکے خلاف سرکاری و غیر سرکاری معلومات پہنچیں تو بے اختیار قلم سے مخالفانہ خیالات ظاہر ہوگئے - الحب فی اللہ و البغض فی اللہ اصل و اساس ایمان ہے - ہر شخص کا معاملہ اللہ کے ساتھہ ہے - وہ نیتوں کا علیم ہے - اگر واقعی آپ بے قصور ہیں تو اس سے زیادہ اور خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے ؟ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق دے کہ صبر و ثبات کے ساتھہ راہ اسلام پرستی پر قائم رہیں -

ایک اقتصادی تجویز

(ایک خاتون غیور و ملت پرست کے قلم سے)

مجلس خدام کعبہ کے قیام پر تمام مسلمانوں کو اسکا خیر مقدم کرنا چاہیے - میں نے سرمایہ مجلس کے مصارف کو بغور پڑھا لیکن ذیل کے خیالات نے جو ہر وقت میرے لیے کاہش جان ہیں، بے اختیار مجبور کیا کہ جو تجویز عقل ناقص میں آئی ہے، اسکی طرف ارکان مجلس خدام کو ضرور توجہہ دلاؤں -

جب جنگ ترکی و اٹلی شروع ہوئی تو برادران اسلام اپنے مظلوم بھائی بہنوں کے مصائب سے بیتاب ہوگئے اور اطالوی مال کو بائیکاٹ کردیا - لیکن چند ہی دنوں کے بعد وہ بیتابی ایسی ہی دور ہوگئی، جیسے کسی کی کہنی میں چوٹ لگ جاے اور وہ کچھہ اضطراب کے بعد اسے بھول جاے - اگرچہ بفضل خدا جنگ بلقان نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مسلمانوں کے دلوں میں پھر غیرت قومی کی ایک لہر سی پیدا کردی، لیکن افسوس جتنی کوشش ہم نے اطالی ثروت کو اقتصادی نقصان پہونچانے کی کی تھی، اسکے عشر عشیر سعی بھی اُن طاقتوں کی اشیاء تجارت کو (جو اس شرمناک اسلامی خوں ریزی کی موجب تھیں) بائیکاٹ کرنے کے لیے نہیں کی، اور اسیکو اتنا بھی احساس نہوا

حقیقت یہ ہے کہ لوگ مجبور بھی ہیں - کریں تو کیا کریں ؟ جو چیزیں ملتی میں وہ سب یورپ کی مصنوعات ہیں، اور اس طرح اہل یورپ ہمارا خون طرح طرح سے چوس رہے ہیں لیکن اب تو خون بھی باقی نہیں رہا -

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی تلوار سے خود ہی اپنا گلا کاٹ رہے ہیں اور دشمنوں پر اپنی خونریزی کا الزام قائم کرتے ہیں - کیا یہ تلوار ان کے ہاتھہ میں خود ہم نے، انکی تجارت کو ترقی دیکر نہیں دیدی ہے ؟

اب ذرا غور فرمایئے کہ ادھر تو ہم جنگ بلقان کے مجروحین کے لیے چند روپے بقہر و اکراہ چندے میں دیتے ہیں اور ادھر اہل یورپ ہم سے بصد فریب لاکھوں روپے روزانہ وصول کرتے ہیں - ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ بتائی جاتی ہے - ان میں بہت سے روساء و امرا ہیں جو روزانہ سیکڑوں روپے کا مال خریدتے ہیں، اور جو غریب و مفلس ہیں، وہ بھی کم از کم یورپ کی چند چیزیں تو ضرور خریدتے ہیں - اور یہ تمام چیزیں یورپ کی مصنوعات تجارتی ہوتی ہیں - اس سے آپ لوگ خیال فرماسکتے ہیں کہ ہم کسقدر روپیہ روزانہ دشمن کی نذر کرتے ہیں اور یہ وہی ہمارا روپیہ ہے جس سے ہمارے ملکوں پر گولہ باری کی جاتی ہے اور ہمارے بھائیوں کی جانیں تلف کیجاتی ہیں - اسی کی بدولت آج ہم اپنی سلطنتوں کو غارت کر بیٹھے اور نوبت بایں جا رسید کہ خانۂ کعبہ بھی معرض خطر میں ہے -

اب سوال یہ ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث کیا ہے ؟

سبب یہ ہے کہ ہم محنت ' مزدوری ' اور تجارت کو ترننگ وعار جانتے ' اور ملازمت کو باعث افتخار و امتیاز سمجھتے ہیں -

آپ اور قوموں پر نظر ڈالیے - ہر طرف تجارت کی گرم بازاری ہے - ہمیں اپنے ہندو بھائیوں کی ترقیے تجارت پر نہایت ہی مسرت ہوتی ہے کہ وہ بفضلہ تعالی ہم لوگوں جتنے غیر ملک کے محتاج نہیں - کپڑا بنتا ہے ' صابون تیار ہوتا ہے ' دیا سلائی بسکٹ تمام ضروری چیزیں طیار کرکے غیر ملکی مصنوعات سے مستغني ہو سکتے ہیں ' مگر حیف ہے مسلمانوں پر ' جنہوں نے غلامي اور حلقۂ بگوشی کے سوا اب تک کچھہ نہ جانا - تمام قومیں ترقي کے مدارج طے کرچکیں ' لیکن ہم جہاں سے چلے تھ' وہیں موجود ہیں :

شکستہ رنگ شباب و هنوز رعنائي
دراں دیار کہ زادي ' هنوز آنجائي

جب سے اٹالي کي جنگ شروع ہوئي ہے ' میں نے بذات خود بیلیں ' فیتے ' کنارہ ' خرید نا بند کر دیا - بلکہ کپڑا اور عام چیزیں بھي بہت دیکھکر خرید تي ہوں - میں نے اپني تمام بہنوں سے عہد لیے ہیں اور بزرگوں سے استدعا کي ہے کہ وہ ہرگز کنارہ بیلیں نہ خریدیں اور جہانتک ممکن ہو ان اعداء اسلام ممالک کي اشیاء کي خریداري سے پرہیز کریں (جو ہمارے اسلامي ممالک کے درپے آزار ہیں) مجھے اپني اس کوشش میں بفضل خدا بہت کامیابي ہوئي -

مجھسے ایسا سوال کیا جاتا ہے ' کہ کپڑا بھي تو یورپ ہي کا بنا ہوا ہوتا ہے - اسکا سوا اسکے اور کیا جواب ہوسکتا ہے کہ جتنا ہم گناہ کم کریں بہتر ہے - یہ گناہ ہم بدرجہ مجبوري کرتے ہیں اور وہ اپني زیبائش کے لیے ' اسکے متعلق میں رسالہ " خاتون " کے ماہ جولائي سنہ ۱۹۱۲ کے پرچے میں ایک مفصل مضمون لکھہ چکي ہوں -

جسوقت کپڑا خریدا جاتا ہے تو دل دکھتا ہے کہ افسوس یہہ ہمارا روپیہ ہمارا ہي خون بہائیگا ' مگر کچھہ چارہ کار نظر نہ آتا تھا ' الحمد للہ کہ انجمن خدام کعبہ قائم ہوگئي - یہہ انجمن نہ صرف ہمارے مصائب ہي کو دور کریگي بلکہ اگر چاہے تو تمام قوم میں ایک روح حیات پھونک دے سکتي ہے - یتیم خانوں کي حفاظت او ر ترسیع ' جہازوں کي فراہمي ' یہ وہ کام ہیں کہ اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مسلمانوں کي زندگي میں ہو جائینگے -

لیکن پھر اسکا ایک پہلو تاریک بھي نظر آتا ہے اور وہ دیمک جو عرصہ سے مسلمانوں کو کھا رہا ہے ' کام کیے ہي جائیگا ' یعني غیر ملکي مصنوعات کي خریداري ' جسکي بدولت رہي کوللہ بارود بنکر ہمارے لیے آئیگي - اگر ترکی کو آپ پانچ چار لاکھہ روپیہ سالانہ بھیجدیا کرینگے تو اس رقم قلیل سے خانہ کعبہ کي کیا حفاظت ہوسکتي ہے ؟

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک ثلث رقم سے جو حفاظت کعبہ کیلیے حکومت حافظ حرمین کو بھیجنے کي تجویز ہے ' ایک کپڑے کا کارخانہ کھولا جاے ' اور اسکے منافع سے ایک مناسب رقم حفاظت کعبہ کیلیے جمع کي جاے ' یا بھیجي جاے ' اور باقي کل منافع کارخانہ کي توسیع کیلیے اور رفتہ رفتہ کارخانوں کي تاسیس میں صرف ہو ' اور ان ہندوستاني مصنوعات کیطرف بھي خاص توجہ کي جاے جن کے بنانے والے اگرچہ مسلمان ہوتے ہیں مگر ہمارے افلاس و کم مایگی کے باعث اغیار اس سے فائدے اٹھاتے ہیں - اگر انکو ترقي دیجالے ' اور ان سے خود مسلمان فائدہ اٹھائیں تو اسلامي تجارت میں عجیب خوش حالي پیدا ہوجاے -

میں یہ ضرور کہونگي کہ اگر انجمن نے اسطرف توجہ نہ کي تو ان چندوں سے مسلمانوں کي ازدیاد غربت کے سوا کوئي اور فائدہ حاصل نہوگا - اگر کوئي خدمت و امداد کعبہ کا دعوی بھي کرے تو غلط ہے ' بلکہ وہ حقیقت میں دشمنوں کي خدمت و امداد کررہا ہے ' اسلیے وہ بجاے خادم وناصر کعبہ ہونے کے ' دشمن و برباد کن کعبہ ہے -

دوسري تجویز یہ ہے کہ ترکی میں بھي انجمن خدام کعبہ کي شاخ قائم کیجاے اور انجمن کے بیت المال کا بھي یہي مصرف وہاں قرار دیا جاے -

حج کے موقعہ پر لاکھوں جانوروں کي قرباني کي جاتي ہے ' اگر ان کي کھالیں جمع کي جائیں اور اس سے عرب میں چمڑے کے کارخانے قائم کیے جائیں تو وہاں کي ساختہ مصنوعات اسلامي دنیا میں نہایت فروغ بخش ثابت ہونگي - یقین ہے کہ ہمارے ترک و عرب بھائي عرب و ترکی میں اس مفید تجویز کو پسند کرینگے اور یہ نیک تجویز تاروں ' عربوں ' اور ہندي مسلمانوں کے اس رشتۂ اخوت کو جو کبھي کبھي دشمنوں کے چاہنے سے قائم کیا جاتا ہے ' زیادہ مستحکم و مضبوط کر دیگي - داعیہ

عاجزہ مکرم جہاں ' از شملہ

سیاہ نپولین

حریت دل ڈھونڈھتي ہے ' رنگ نہیں

" ڈبلن ریویو " میں مسٹر گریہم Graham نے ترسینٹ (Toussaint) کے حالات شائع کئے ہیں - اس عجیب و غریب آدمي کو مضمون نگار نے " سیاہ نپولین " کے نام سے تعبیر کیا ہے -

مسٹر گریہم کہتے ہیں کہ یہ شخص سان ڈامنگو San Domingo میں بحالت غلامي سنہ ۱۷۴۳ ع میں پیدا ہوا تھا - پچاس برس تک جزائر غرب الہند میں زراعت کي مزدوري کرتا رہا مگر اس طویل زمانۂ غلامي میں اسکے دل سے آزادي کا خیال ایک لمحہ کے لیے بھي جدا نہ ہوا - یہ ایک چنگاري تھي جو برابر اسکے سینے میں سلگتي رہي - بالآخر اس چنگاري نے اس روشن آتشیں میں آگ لگادي جو تمام امریکہ میں چھڑک دیا گیا تھا - آخر کو انٹیلیس (Antilles) سے یہ آگ نمودار ہوکر تمام براعظم امریکہ میں پھیل گئي ' اور بالآخر اس میں اس ملک کي غلامي جلکر خاکستر ہوگئي -

اس نے اپنے ملک میں دائمي فتنۂ و فساد اور مصیبت و فلاکت کو دیکھا جسکي وجہ سے اس مظہر غیرت حق کو جوش آگیا اور اس نے انسان کو وہ حقوق دلاے جو اسکے ہم نوع انسانوں نے صرف اختلاف رنگ کي وجہ سے اس سے چھین لیے تھے ' اور جس نے سیاہ انسانوں کو وحوش اور بہائم بنا رکھا تھا - اگرچہ اسکي کوششیں زیادہ روز تک سرسبز نہ رہنے پائیں - اور اسکے ملک کے غدار ' اور نمکحرام گروہ نے ' جو غلامي کو حریت پر ترجیح دیتا تھا اور جو ہر جگہہ موجود ہے اور ترجیح دیتا ہے ' اسے گرفتار کرادیا ' مگر تاہم اس ہمت کے بادشاہ نے کبھي نا امیدي اور خوف کو اپنے پاس آنے نہ دیا - اس نے اپني بلند ہمتي اور اولوالعزمي سے تاریخ عالم میں کام کرنے اور کوشش کرنے کا ایک نیا باب کھول دیا ہے -

Toussaint ترسینٹ کي صرف فوجي قابلیت نے اسے سیاہ نپولین کا خطاب خود اہل یورپ کے زبان سے دلایا ہے ' جن کا وہ دشمن شدید تھا ' اور جس پر اسکو فخر تھا - (بقیہ برید فرنگ)

المسئلة والمناظرة

چند اور نئے الفاظ ! !

" اکاذیب " اور " شرمناک "

بسلسلۂ حظ و کرب

از مسٹر عبد الماجد بي - اے - لکھنؤ

۱۷ - ستمبر کے الهلال میں صفحہ ۲۲۱ - سے لیکر صفحہ ۲۲۳ - تک انشا پردازي و خطابت کے پردہ میں جن پیہم " مغالطات " کا طومار یکجا کر دیا گیا ہے ' انکي داد " منطق " کے طلبا دینگے میں اگر انکي " پردہ دري " کرنا چاہوں بھي ' تو شاید اپنے دوسرے مشاغل کو کافي صدمہ پہنچائے بغیر نہیں کرسکتا - البتہ اُن متعدد " بیباکانہ اکاذیب " میں سے ' جو اس مضمون کی زیب و زینت کا باعث ہو رہے ہیں ' ایک بات کا صاف کردینا میں ہر حال میں ضروري سمجھتا ہوں - یہ قطعاً غلط ہے ' کہ میں اس معاملہ میں " واقف کاروں " سے مشورہ طلب کرلینے ' یا انکے مشوروں کے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوں ' میں خود ' بلا الهلال کے دربار سے کوئي ہدایت پائے ہوے ' ملک کے اُن متعدد تعلیم یافتہ حضرات سے مشورہ طلب کر چکا ہوں ' جو میرے نزدیک مشورہ دینے کے اہل ' یا بہ قول آپکے ' " واقف کار " ہیں - میں نے اس مسئلہ میں مشورہ حاصل کیا ہے مسٹر سید کرامت حسین (سابق جج (ہائي کورٹ) سے جو علوم عربیہ میں کمال رکھنے کے علاوہ فلسفۂ جدید (خصوصاً فلسفۂ اسپنسر) کے بھي عالم ہیں - میں نے استفادہ کیا ہے ' مولانا حمید الدین بي - اے (پروفیسر میور کالج الہ آباد) سے جنکي جامعیت علوم مغربیہ و مشرقیہ سے شاید آپکو بھي انکار کي جرأت نہ ہو - میں نے استشارہ کیا ہے مولوي عبد الحق بی - اے (صدر مہتمم تعلیمات حیدرآباد) سے ' جو علاوہ علوم مغربي سے واقفیت کے عربي میں بھي کافي دستگاہ رکھتے ہیں ' میں نے مشورہ حاصل کیا ہے خان بہادر میر اکبر حسین (الہ آبادي) سے ' جو علاوہ اردو زبان میں سند (Authority) ہونے کے فلسفہ جدید کا خاصہ مذاق رکھتے ہیں - اور میں نے مشورہ طلب کیا ہے اپنے شہر کے پروفیسر مرزا محمد ہادي بي - اے (کرسچن کالج) سے جو علوم قدیمہ و جدیدہ دونوں میں مشہور قابلیت رکھتے ہیں - حضرات موصوف کے علاوہ میں نے اور بھي اُن متعدد تعلیم یافتہ لوگوں سے استصواب رائے کیا ہے ' جنکي علمي و ادبي قابلیت کي شہرت ابھي غالباً اُس فضا میں نہیں پہنچي ہے ' جس میں الهلال کا نشو و نما ہو رہا ہے -

اور پھر میں نے بعض اُن سنجیدہ مذاق اصحاب سے بھي تبادلۂ خیالات میں کبھي تامل نہیں کیا ' جو چند دنوں سے آپکے اسٹاف میں ہیں - بعض حضرات سے ان مسائل پر کئي کئي گھنٹہ گفتگو رہي ہے - میرے لایق دوست مولوي سید سلیمان نے جس محنت سے وضع اصطلاحات علمیہ پر ایک تحریر شایع فرمائي ہے ' نیز میرے ایک دوسرے دوست (" خدا بندہ " از جونپور) نے اسي مسئلہ لذت و الم پر مضمون تحریر فرمایا تھا ' میں اسکا اعتراف کرتا ہوں -

ہاں یہ جرم مجھہ سے بلا شبہ سرزد ہوا ہے (اور شاید آپکے ضابطۂ تعزیرات میں یہ جرم ناقابل معافي ہو) کہ میں نے اُس شخص سے دستگیري کي التجا نہیں کي ' جس نے گو اپني خطیبانہ سحر بیانیوں سے ایک بہت بڑي جماعت کو مرعوب و مسحور کر رکھا ہے ' مگر جسکے " خالص کمالات علمي " کا ثبوت مجھے ابتک باوجود " سعي و تلاش " کے نہیں مل سکا ہے -

رہا آپکا یہ دعوی ' کہ عربي میں فلسفہ کي بہتر سے بہتر اصطلاحات موجود ہیں بہ شرطیکہ تلاش کي جائیں ' تو اسکے متعلق میں نے اپنے پچھلے خط میں جو سوال کیا تھا ' وہ بدستور قائم ہے - مجھے بتائیے کہ میں سایکا لوجي ' ایپسٹما لوجي ' ایتھکس ' (اپنے جدید معنے میں) اور منطق استقراء کي مصطلحات کس کتبخانہ میں تلاش کروں ؟ کس کتاب میں ڈھونڈھوں ؟ مصر کے نامور فضلا ' مشہور مستشرقین یورپ ' اور خود ہندوستان کے مستند ترین فضلا (مثلاً شمس العلما مولانا شبلي نعماني) تو اپني لا علمي کا اظہار کرتے ہیں ' لیکن الهلال کو اپنے دعوے پر اصرار ہے ' اور چونکہ یہ دعوی الهلال نے کیا ہے ' اسلیے کسي دلیل کي بھي حاجت نہیں ' محض اسکا اعادہ و تکرار کافي ہے - لیکن یاد رکھیے کہ یہ خطیبانہ حربے ' عوام فریب تقریروں و تحریروں میں خواہ کتنے ہي کارگر ہوتے ہوں ' لیکن علمي مباحث میں انکا استعمال قطعاً بے محل و غیر موثر ہونے کے ساتھہ " بیحد شرمناک " ہے - سیاست اور مذہب مدت سے آپکي تیغ خطابیات کے زخم خوردہ ہو رہے ہیں ' اب مہرباني کرکے علمي مسایل کي جان پر تو رحم فرمائیے -

الهلال :

سخت شرمائے وہ ' اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں
چھیڑنا تھا تو کوئي شکوۂ بیجا کرتا !

ابتک تو صرف " حظ و کرب " کے متعلق بحث تھي ' لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ آپکي لغات و مصطلحات جدیدہ و مخترعہ میں اور چند الفاظ و اصطلاحات کا بھي اضافہ ہوگیا ہے - اگر وضع و اختراع کي رفتار ایسي ہي تیز رہي تو مجھے ہمت ہار دینے کا علانیہ اعتراف ہے :

بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ ست !

اب تک تو صرف یہي مصیبت تھي کہ آپ " حظ و کرب " کا مطلب وہ نہیں سمجھتے جو سمجھنا چاہیے ' لیکن یہ تو بڑي مصیبت ہوئي کہ اب مغالطات ' منطق ' پردہ دري ' بیباکانہ اکاذیب ' کمالات علمیہ ' اور بے حد شرمناک کے متعلق بھي مجھے خوف پیدا ہوگیا ہے کہ آپ انکے معاني سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ اِن الفاظ کو کن موقعوں پر بولنا چاہیے ؟ میں نے اسي لیے آپکي تحریر میں اسطرح کے الفاظ کو ان ورقتد کاما سے ممتاز کر دیا ہے -

اگر میں چاہوں تو بغیر " اپنے مشاغل کو صدمہ پہنچائے " اِن الفاظ کے معاني بھي عرض کرسکتا ہوں جو افسوس ہے کہ مثل " حظ و کرب " کے آپ کو معلوم نہیں - لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ غصہ میں آ گئے ہیں ' اور آدمي غصہ میں آکر گالیوں پر اُتر ہي آتا ہے ' اسلیے آپکو معذور سمجھتا ہوں اور آپکے غصہ پر ہنستا ہوں - کاش آپکو یاد رہا ہو تا کہ مسائل علمیہ کا فیصلہ گالیوں اور محض ادعائي الزام سے نہیں ہوتا - (اکاذیب) اور (شرمناک) کے استعمال کیلیے محض ان دو لفظوں کو مثل حظ و کرب کے سن لینا ہي کافي نہیں ہے بلکہ اُنکے مواقع استعمال کو بھي مثل " حظ و کرب " کے معلوم کرنا چاہیے -

غصے میں آنکو کچھہ نہ رہا تن بدن کا هوش
کیا لطف هم نے شب کو اٹھاے عتاب میں !

- اب آپ اور بگڑیں گے اور کہیں گے کہ مسائل علمیہ میں ایسے عاشقانہ شعروں کا پڑھنا " اکاذیب " ہے - " بہتان " ہے - " بے حد شرمناک " ہے - لیکن خیر ، " بیحد شرمناک " اقدامات تو پہلے هي کرچکا هوں ، ابتہ کیا ہے کہ دو گھڑي کیلیے آپکے عشوۂ طرازانہ غیظ و غضب سے جي بھي نہ بہلاؤں ؟

گالي سے کون خوش هو مگر حسن اتفاق
جو تیري خو تھي ، وہ هي مرا مدعا هوا

البتہ یہ ضرور کہونگا کہ آپ کو تحریر و تالیف کا شوق ہے - آپ علمي مباحث میں مشغول رهنا چاهتے هیں - بہتر ہے کہ طبیعت میں صبر و سکون پیدا کیجیے اور نکتہ چیني سے گھبرا نہ اٹھیے - آپ کو معلوم هونا چاهیے کہ اصلاح و مذهب کے کاموں میں جس قدر سختي ضروري اور بعض حالتوں میں سخت سے سخت الفاظ کا استعمال تک بھي عین عدل و انصاف ہے ، اتنا هي علمي مباحث میں اس سے احتراز کرنا چاهیے - اپني راے پر نہایت سختي سے قائم رهیے ، مخالف کا سخت سے سخت پیرایۂ نقد میں جواب دیجیے ، مگر دشنام آمیز الفاظ کا استعمال اور غلط الزام دهي کسي طرح جائز نہیں - ذرا سي بات پر بگڑ اٹھنا ، اور مخاطب پر بغیر کسي ثبوت کے کذب و افترا اور اعمال سخریہ کا الزام لگانا ، لوگوں کي نظر میں آپکے وقار کو کھودیگا ، اور جن کاموں میں آپ رهنا چاهتے هیں انکے لیے نہایت مضر هوگا - سب سے زیادہ یہ کہ اس طرح کي طفلانہ برهمي آپکي اس حیثیت کو صدمہ پہنچا دیگي ، جسکے آپ خواهشمند هیں ، یعني علمي زندگي کے اختیار کرنے میں حارج هوگي - اور پھر یہ بھي آپ جانتے هیں کہ کسي راہ چلتے بھلے آدمي کو گالي دیدینا اس خیال سے ، کہ شریف آدمي ہے ماریگا نہیں ، کوئي اچھي بات نہیں ہے -

اگر میں آپ سے پوچھہ بیٹھوں کہ " اکاذیب ، بہتان ، بیحد شرمناک اور مغالطات " میري تحریرات میں سے نکالیے تو آپکي لیے کیسي مشکل هو ؟

" بہتان " اور " شرمناک " کا یہ حال ہے کہ میں نے چند سطروں میں اپکو ابتداً توجہ دلائي اور مجبوراً ، کیونکہ مضمون کے عنوان میں تبدیلي نہیں کرسکتا تھا - اپنے اپنے رجوع لکھے - میں نے اسکے متعلق پھر چند سطریں لکھیں - آپ کو چاهیے تھا کہ اسپر غور کرتے اور سمجھکر کچھہ کہتے ، لیکن آپ نے فرهنگ اصفیہ ، غیاث اللغات ، پامر ، ریکنس ، اور اسٹینں گاس کي سندات کا پشتارہ اٹھا یا اور بلا تامل پٹک دیا - اسپر میں نے دیکھا کہ اصل موضوع کے علاوہ چند در چند غلطیاں ایسي پیدا هوگئي هیں جنکي وجہ سے زبان اور وضع اصطلاحات ، استناد و استشهاد کتب کي نسبت لوگوں کو سخت غلط فہمیاں هونگي اور ایک فتنۂ لغویہ کا دروازہ کھل جائیگا - پس میں نے تفصیل سے اپنے خیالات ظاهر کیے - تاهم بحث سے پہلے آپکے شوق علمي کي تعریف کي - اپکو عام تعلیم یافتہ طبقہ کي چھل سالہ خیرہ ذوقي سے الگ پاتا هوں اور خوش هوتا هوں - اسکا اظہار کیا ، اور پورے مضمون میں کہیں بھي کوئي سخت لفظ یا " شرمناک " الزام آپ پر نہ لگا یا کہ ایسے مباحث میں ان باتوں کا موقعہ هي کیا تھا ۔

میں نے اول سے اخر تک اصولاً بحث کي اور پھر آخر میں دفعہ وار نتائج بحث پیش کر دیے - ان تمام دفعات میں سے ایک دفعہ کي نسبت بھي آپنے کچھہ نہیں لکھا اور نہ کوئي جواب دیا - اپکو " اپنے اشغال " کے مضروب و مجروح هونے کا خوف ہے ، لیکن افسوس کہ آپ کو ایک کالم سے زیادہ لاحاصل دشنام دهي اور ادعائي الزام کي فرصت ملگئي ، مگر میرے سوالوں کے جواب دینے کا موقعہ نہ ملا ؟ میں نے استعمال اصطلاحات ، عام بول چال اور اصطلاحات علمیہ کے اختلاف ، الفاظ مهندہ و دخیلہ کي حقیقت ، غیاث اللغات اور فرهنگ اصفیہ کے حوالے ، انگریزي لغات سے استشهاد ، اور متعدد امور کي نسبت جو کچھہ لکھا ، اسکا کیا علاج ہے کہ آپکو اسمیں صرف " اتهام " - " بیحد شرمناک " " مغالطات " اور " اکاذیب " هي نظر آیا ؟ اور اسپر ستم جا نکہ یہ کہ اپنے اشغال عظیمہ اور اعمال علمیہ کو تہس لگنے کے خوف سے ثبوت و دلیل کي فرصت بھي نہیں !

کیا خوبیاں هیں میرے تغافل شعار میں !

" انشا پردازي " اور " خطابت " جس سے کام لینے کي اپنے اس تحریر میں نہایت غیر مخفي سعي کي ہے ، بار بار آپکي زبان پر آتا ہے - خطابت فن تقریر کو کہتے هیں - غالباً خطابیت کو آپ خطابیات کے معنوں میں بول گئے هیں - اگر ایسا هي ہے تو اسکے لیے بھي آپکو صبر و انتظار کے ساتھہ سمجھنے کي کوشش کرني چاهیے - اگر آپ یا آپکے ساتھہ اور لوگ بھي اس ناداني میں مبتلا هیں کہ مباحث علمیہ کے لیے ضروري ہے کہ انکا طرز تحریر قصداً نہایت روکھا پھیکا ، اور غیر انشا پردازانہ رکھا جاے - اگر ایسا نہیں ہے تو وہ کوئي علمي بحث هي نہیں ، تو یہ نہایت سخت غلطي ہے - یہ ضرور ہے کہ علمي مباحث کو عام ادبیات سے مختلف هونا چاهیے - لیکن اس اختلاف کي بنا طرز تحریر نہیں بلکہ مطالب کا اختلاف ہے -

یہ اسکي تفصیل کا موقعہ نہیں - لیکن حظ و کرب کے متعلق میري تحریر کوئي علم و فن کا مقالہ نہ تھا بلکہ آپکے مضمون پر ایک سرسري نقد تھا - اگر انشا پردازي سے آپکا مقصد یہ ہے کہ اس کي عبارت اچھي اور اسکے الفاظ اور جملے بلیغانہ تھے تو کوئي شخص آپکي اس تعریض کا مطلب نہ سمجھہ سکے گا کہ کسي مضمون کا خوش عبارت و بلیغ الفاظ هونا اسکے پیش کردہ مطالب کے غلط هونے کیلیے کیونکر مستلزم ہے ؟ اگر ایک شخص اپنے هر طرح کے مطالب کو اچھي عبارت میں لکھہ سکتا ہے تو یہ اللہ کا ایک فضل ہے اور یقیناً خوشي کي بات ہے - پھر آپ اسکے لیے غمگین کیوں هیں ؟ کیا آپ کے جواب دینے کیلیے یہ بھي ایک شرط ہے کہ مضمون " غیر انشا پردازانہ هو " ؟

آپ نے تمام مضمون میں صرف ایک هي بات موضوع بحث کے متعلق لکھي ہے - یعني یہ کہ اپنے اس بارے میں ارباب علم سے مشورہ کیا ہے - لیکن آپنے کچھہ نہیں بتلا یا کہ کس بارے میں مشورہ کیا ہے ؟ لذت و الم کے غیر کافي هونے میں یا حظ و کرب کي صحت میں ؟ تاهم اگر یہ سچ ہے کہ ان حضرات نے حظ و کرب کو صحیح بتلایا ہے تو مجبوراً یہ کہنے میں ذرا بھي تامل نہیں هوسکتا کہ ان سب نے غلطي کي ہے ، جس طرح میں خود بھي اپنے خیال میں غلطي پر هوسکتا هوں - آپ کم از کم اس امر کو صاف کردیں کہ آپکا یہ استفتا کس سوال پر مشتمل تھا ؟ تاکہ اس سے جواب کا تعلق و مفہوم متعین هوسکے ۔

آپنے بے فائدہ یہ لکھکر اپني طبیعت کو خوش کرنا چاها کہ میرے علمي کمالات کا کوئي ثبوت نہیں - بھائي ، معلوم نہیں کہ علم سے اپکا مقصود کیا ہے ؟ کہاں حظ و کرب اور اتهام و شرمناک کي طرح اس بارے میں بھي کوئي اختراع خاص نہو کیونکہ اب آپکے هر لفظ کے متعلق شبہات پیدا هونے لگے هیں - خیر ، کچھہ بھي مقصود هو ، لیکن میں سمجھتا هوں کہ آپنے اپنے ترکش طنز و تشنیع کا سب سے زیادہ قیمتي تیر ایک ایسے نشانے کي فکر میں ضائع کیا ، جہاں اسکے صرف کي بالکل ضرورت نہ تھي - میں نے آجتک کبھي بھي یہ دعوا نہیں کیا کہ علم و فن کا میں ماهر هوں -

البتہ اُن لوگوں کو شرمانا چاہیے جو آج چالیس سال سے علمی توقعات کا مرکز ہیں، جنہوں نے یورپ کی علمی زبانوں کی تحصیل کی ہے، اور جو فی الحقیقت خدمت علم انجام دینے کیلیے تمام ملک میں صرف ایک ہی گروہ ہے - وہ اگر اپنے علمی کمالات کا ثبوت دینے میں مقصر رہے ہیں تو انکے لیے افسوس ناک ہے - نہ کہ میرے لیے -

آپنے " تلاش " کا بھی لفظ لکھا ہے کہ " با وجود سعی و تلاش، علمی کمالات کا کوئی ثبوت نہیں ملا " لیکن یہ تلاش ویسی ہی تلاش تو نہ تھی، جیسی آپنے " حظ " کی تحقیق و جستجو میں حضرت غیاث اللغات اور علامہ پامر کی رہنمائی میں کی تھی؟ اگر ایسا ہے تو پھر صورت حال دوسرے ہی ہوجاتی ہے -

آخر میں آپسے پھر کہونگا کہ محض دوسرے کو ادعائی الزام دیدینے، غصے میں آکر روٹھہ جانے، مخاطب کو جاہل کہدینے اور گالیوں کے دینے سے کسی بحث کا فیصلہ نہیں ہوسکتا - آپ لکھنے پڑھنے کا کام کرنا چاہتے ہیں تو اپنی طبیعت کو بدلیے - اس مضمون کو آپنے غیظ و غضب کے عالم میں لکھا ہے، اسلیے قابل معافی ہے - لیکن ایک علمی مذاق رکھنے والے شخص کو اسدرجہ غصہ زیب نہیں دیتا - آپنے میری تحریر کے متعلق نہایت افسوس ناک طریقہ سے بلا قصد غلط بیانیاں کی ہیں - اگر میں چاہوں تو زیادہ سخت الفاظ لغت میں مل سکتے ہیں - لیکن پھر اس سے کیا حاصل؟ بحث و مباحثہ سے مقصود کسی لفظ کی تحقیق و صحت کا کشف ہے نہ کہ اور کچھہ - میں نے اپنی تمام تحریر میں کوئی لفظ سخت نہیں لکھا اور بہتر تھا کہ آپ اسکا جواب دیتے - جواب کی جگہ آپنے جو طریقہ اختیار کیا، وہ میرے لیے بہت مایوسی پیدا کرتا ہے - تا ہم میں ہنستا ہوں، اور ایسی نا دانیوں کو ہنسکر ٹالدینا ہی بہتر ہے -

رہا مسئلۂ اصطلاحات علمیہ، تو اسکی یاد دہانی کی ضرورت نہ تھی - میں خود اب اس بحث کو آخر تک پہنچائے بغیر کب چھوڑنے والا ہوں خواہ آپ اس سے بھی زیادہ غصے میں آ کر بگڑتے رہیں - میں لکھتا رہونگا، تا انکہ اصطلاحات علمیہ کا مسئلہ ایک حد تک صاف نہ ہو جائے -

میں بہت خوش ہوں کہ گو آپنے اپنا مضمون بازار کے کسی چبوترے پر سے شروع کیا، لیکن خاتمہ ناصحانہ انداز میں ہوا ہے - آپ نے محبت علم و عشق فن سے بیقرار ہوکر نصیحت کی ہے کہ " مذہب اور سیاست تو تیغ خطابیات سے زخمی ہوچکے ہیں، اب علم پر رحم کیجیے "

اللہ اللہ! آپ کو بھی مذہب کے زخمی ہونے کا درد ہے!!

اینکہ می بینم، بہ بیداریست یا رب یا بخواب؟

یہ ایک نہایت مسرت انگیز خبر ہے - تا ہم مذہب و سیاست کی تو آپ چنداں فکر کریں نہیں - اُسکی تو آپ حضرات کی خدمات حیات افزا سے تلافی ہو ہی گئی ہے اور ہو رہیگی - رہا علم، تو اللہ اسکے زخموں کو اپکے دست مسیحائی سے مرہم پٹی مبارک کرے - البتہ اس تقسیم سے غریب " زبان " رہگئی تو کوئی مضائقہ نہیں -

" خوش قسمتی " سے فرہنگ آصفیہ اور غیاث اللغات آپکی " میز " پر موجود ہی ہیں - خدا اس " خوش قسمتی " سے ہمیشہ علم و ملت کو بہرہ ور اور شاد کام فرمائے!!

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

حیران ہوں کہ " مذہب و سیاست " کا لفظ کس آسانی سے آپ لوگ بول جاتے ہیں! ویحسبونہ ہنیاً و ہو عند اللہ عظیم:

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہل نظر گئی!

تاریخ حیات اسلامیہ

الہلال اور پریس ایکٹ

حافظ صبور باش کہ درراہ عاشقی
ہرکس کہ جاں نداد بجاناں نمیرسد

آخر کار جس شہید حریت کو اپنی آزادی کا سچا ادعا تھا، جس مجنوں صداقت کے رگ رگ سے وارفتگی ٹپکتی تھی، اسکے پاؤں میں بھی عارضی بیڑیاں پڑ ہی گئیں!

اللہ اللہ! جس مجذوب توحید نے زمانہ کا عیش حیات خود پر حرام کیا کہ گمراہان وادی عشق کی رہنمائی کرے، جس شمع حریت نے گم کردگان راہ مقصود اور سرگشتگان کوچۂ غفلت و ضلالت کے لیے اپنی متاع زندگی تک نذر کردی، تاکہ ضیاء حق و صداقت سے ظلمت کدۂ ملت کو منور کردے - وہ علم بر دار حرب الہی، جو جاں بکف ہم سرشاران غفلت کی نادانیوں پر بیچین ہوکر آیا، اور بیقرار ہوکر مدہوشان بادۂ غلامی کے بازو جھنجھوڑے، ہم کو چونکایا، پرانے درد محبت کو تازہ کیا، جسکو رقیبوں کی صحبت ہوسناکی نے ہم سے چھین لیا تھا، بھولے ہوے عہد اسیری و پیمان وفا کیطرف اشارہ کیا، اور آہ وہ، کہ ہم نے اسکو نادانوں کی طرح الزام فریب کاری دیا، اور کیونکر نہ دیتے کہ کفار کا سحر شرارت پوری طرح کارگر ہو چکا تھا - لیکن اسپر بھی وہ ملول نہوا، بار بار غمخوارانہ، غمگسارانہ، اور شفقت فرمایانہ شان تحمل سے نیم مضطرب آواز میں یہی سوال کرتا رہا:

ز کدام شہر آئی کہ بدوستاں نہ پرسی
مگر اندراں ولایت کہ توئی وفا نباشد؟

ہاں اے استبداد پرستو! آخر اسکے لئے بھی وہ دن آ ہی گیا کہ جرم عشق میں مبتلائے مشکلات ہوا، اور ابھی کیا ہوا ہے؟

ازیں فزوں نتوانی بمن جفا، ورنہ
تو آں نئی، کہ جفائے توانی و نکنی

اے کافر نعمتو! یہ کیسا شرف نفس ہے کہ جس ذات گرامی نے اپنی جان کو اسیر آلام و مصائب کیا، تاکہ تمہیں اس صہبائے حریت کے جام پلادے، جس سے کہ وہ خود بھی خود رفتہ تھا، آخر اسی کو خود عاشق صفت بھی بننا پڑا کہ تم کو مانوس عشق بنا دے؟

پھر اوس سے اسقدر بے پروائی اور بے توجہی؟ یہ کیا بہائم صفتی ہے کہ ایسے جان نثار ملت کو دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے، جو نہیں چاہتے کہ تم میں حس بیداری پیدا ہو اور جو تمہارے متاع درد کے یقیناً غارتگر ہیں؟ آہ یہ کیوں ہے کہ تم خاموش ہو؟

الہلال، یہ پشیمان محبت، آہ اب کیوں نہ مجبور کیا جائے کہ وہ جدائی طرف بے انتہا توقع اور امید سے ملتفت ہوا تھا، وہ اوس سے یوں دامن کش رہیں! اسکے لیے سخت اذیت ہے کہ تمکو تباہ ہوتا دیکھے اور ساکت رہے، دیکھتا رہے کہ اغیار کا زہر رگ و پے میں ساری ہو رہا ہے اور پھر خاموش رہے - کاش کہ اس ندا کو جانسوز کی قدر کی گئی ہوتی اور اس کو اعدا کے حملوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہوتی - نادانو! کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ تمہارا حریف ہر اج قلعہ کی پہلی منزل پر ہے تو کل چوٹی

پر پہنچ سکتا ہے ' جسکے بعد قلعہ میں ہر طرح کا تغیر و تبدل ایک ذرا سي چیز ہوگي ؟ کہاں ہے وہ دعوائے آزادي و استحقاق داد حریت طلبي ؟ غم نصیب ترکوں اور بد قسمت ایرانیوں پر بیجا دباؤ اور انکي حق تلفي گوارا نہیں ' چالیس کرور فرزندان اسلام کي رهنمائي پر فخر ' قولاً اور فعلاً اسلام کے سچے فرزند ہونیکا ادعا ' سلف گورنمنٹ کي اهلیت کا اظہار ' جوش و خروش حق پرستي ' هنگامۂ حق طلبي ' اور حریت کے نام پر قربانی کا دعوی ؟ ؟

هم چلے هیں کہ معترضوں کي ' مسلمانوں کو ایک مردہ قوم کہنے والوں کي ' تکذیب کریں ' هم اٹھے هیں کہ انکو اپني حیات کا زندہ ثبوت دیں ' هم بڑھے هیں کہ ثابت کردکھائیں کہ مسلمان وهي مسلمان هیں جیسا کہ کبھي تھے ' مگر ابھي ایک هي قدم رکھا تھا ' رکھا بھي نہیں ' رکھنے کے لیے اٹھایا هي تھا ' اور اٹھانے میں بھي انتظار امداد غیبي ' مصلحت اندیشي ' اور دور بیني مانع اقدام تھي ' کہ با ایں همہ دعوے ضبط و استقلال و صبر و استقامت ' نگار حریت کي پہلي هي نگاہ امتحان و قہر نے بتا دیا کہ همارے پختہ مغزي تاب مقاومت نہیں رکھتي !

میں ابتدا سے دیکھ رہا تھا کہ یہ نیا دور ولولۂ حریت اور یہ مجسمۂ ایثار و آزادي کتني عمر پاتا ہے ؟ افسوس کہ ان اولوالعزم دعوؤں کي حقیقت گذشتہ هفتوں میں صاف ظاهر هوگئي کہ ابھي سب سودا ے خام هي ہے - اے مدعیان سوداے عشق ! جب عدو کي پہلي هي نگاہ قہر تمہارے لئے عافیت سوز و همت ربا ہے ' جب حریف حیلہ جو کے روکنے اور دور باش کہنے کي همت اور طاقت تم میں نہیں ہے ' تو پھر اپنے دعوؤں کو واپس کیوں نہیں لے لیتے ؟ جب تمہارا شیرۂ مردانگي اس قابل نہیں تو پھر تمہارا قلب ' تمہاري جان ' تمہارا سر ' تمہاري هستي کس چیز کے لیے رهے ؟ وفاداري عشق کیلیے ہے ؟ هوسناک مدعیونکي ضرورت نہیں ' بہتر ہے کہ تم اسلام اور اسکے داعي (الهلال) کي پرستاري دوسرے اهل ظرف کیلیے چھوڑ دو - ضبطي اور ضمانت تمہید ہے اس امر کي ' کہ رفتہ رفتہ الهلال کو هم آغوش گمنامي (خدانخواستہ) کردیا جاے ' اور هم اوسیطرح خاموش بیٹھے رهیں جسطرح ابتک ضیاع حیات ملي پر همیشہ خاموش رهے هیں - آہ اغیار خندہ زن هیں کہ هم هي وہ خام کاران راہ عمل هیں جو دعوئے اهلیت ملک راني کرتے هیں ' هم هي وہ رسوا کن اسلام هیں جو ترکي و ایران کي حفاظت کرنے چلے تھے ' میں پوچھتا هوں کہ کیا تم میں روح غیرت و ثاثر باقي ہے ؟ اگر ہے تو اسکا ثبوت ؟

در دهر کسے بگل عذارے نرسید
تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نشد
دستش بسر زلف نگارے نرسید

سید محمد عبد المهیمن موهاني - بی - اے

الهلال

جناب کے اس فدا کارانہ جوش ملي اور مخلصانہ محبت فرمائي کیلیے کمال متشکر و دعا گو هوں : زادنا اللہ سبحانہ و ایاکم حمیۃ الاسلام ! لیکن چند امور کي نسبت گذارش ضروري ہے :

(۱) اپنے جوش محبت میں معاونین الهلال کو الزام دیا ہے کہ واقعۂ ضمانت میں امتحان استقامت نہ دیسکے - پھر کہیں " نادو داني " کہیں " داداني " نہیں " پھار تھی " کے الفاظ لکھے هیں - لیکن یہ نقیر آپکو یقین دلاتا ہے کہ اگر رجوع خلق اللہ و محبوبیت قلوب عباد اللہ نعمائے الهیہ میں سے کوئي قیمتي نعمت قرار دي جاسکتي ہے ' تو میں نہیں عرض کر سکتا کہ اس کریم ذرہ نواز نے اپني یہ نعمۃ عظیمہ کس درجہ مجھ پر مبذول فرمائي ہے ؟

الحمد للہ کہ الهلال کو اپنے احباب و اخوان کرام سے ابداً شکایت نہیں - وہ اپنے ہر طرف محبت و خلوص کے ایسے مظاہر پاتا ہے ' جنکا حاصل هونا اس دنیا میں کسي انسان کیلیے سب سے بڑي فیروز مندي ہے : فیا لیت قومي یعلمون بما غفرلي ربي وجعلني من المکرمین !

نہ صرف اپنے مقامي اخوان طریقت هي میں ' بلکہ ہر جگہ ایسے لوگوں کو پاتا هوں جو مجھے اپنے حسن ظن سے داعي حق سمجھکر صرف جان و مال تک سے دریغ نہیں رکھتے - میں ایسے مخلصین مومنین کو دیکھتا هوں جو میري محبت میں مضطرب اور میري الفت میں استقامت شعار هیں - میں ایسے محبین صادقین کي صداهاے خدمت نواز اور نداهاے الفت شعار کو سنتا هوں جو مجھسے گو دور رهیں ' لیکن میرے قرب کے خواهاں اور میرے رشتے کے متلاشي هیں - پھر ان سب کے بعد میرا نفس کثیف اور قلب عصیاں کار ہے ' جسکو غرق ندامت و خجالت هوکر دیکھتا هوں اور اس کرشمہ ساز قدرت کي نیرنگ آرائیوں پر محو حیرت هوکر رهجاتا هوں - یہ کیا بوالعجبي ہے کہ سنگ ریزے کو اپنے بندوں کي نظروں میں لعل و جواهر دکھلا دیا ہے ' اور جو کہ خود اپني نظروں میں حقیر ہے ' اسکو دوسروں کي نظروں میں عزیز بنا دیا ہے ؟ آہ ! وہ جو گناہوں اور بدیوں میں ڈوبا ہے ' کہاں جاے کہ اسکو خدا کے نیک بندے پیار کرتے هیں ؟ وہ جو اپني محرومي کا ماتمي اور اپني نارسائي پر فریادي ہے ' اس کرشمہ سازي پر کس کے آگے روے کہ جسکو اپني محبت کامل سے محروم رکھا اسي کي محبت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالدي ؟ و واللہ لو ان ذنوبي قسمت علی جمیع اهل الارض ' لوسعتهم ' و استحقوا بها الخسف و الهلاک ' فکیف بمن یحملها وحدہ ؟ ولکن سبحان من سبقت رحمتہ غضبہ !!

زبندگي بنشیني بہ تخت سلطاني
اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کني
ز ناز کي نبرد پے بمنزل مقصود
مگر طریق روش از سر نیاز کني
اگر بناز بہ راند " محمود " کہ آخر کار
بصد نیاز بخواند ترا و ناز کني !

آپ جوش محبت میں بیخودانہ لکھ گئے ' لیکن آپکے میري نظروں سے میرے دوستوں کو نہ دیکھا - جو کچھ ہے ' اسکے لیے اللہ کا شکر گذار اور اخوان ملت کے ثبات محبت کا رهین منت هوں - شکایت نہ کیجیے کہ الحمد للہ ہر طرف سامان تشکر وافر ہے ! فالحمد للہ رب العالمین -

(۲) باقي الهلال کي دعوت کے قیام اور اعدا و معاندین صداقت کے ارادوں کي نسبت جو چند اشارات آپنے کیے هیں ' تو یہ تو ہر حالت میں ناگزیر ہے - تاهم یاد رکھیے کہ جو لوگ روز اول هي سے آخري امتحان و قربانی کیلیے سربکف هوچکے هیں ' انکے لیے جادۂ ملت پرستي کي یہ ابتدائي منزلیں کیا کٹھن هوسکتي هیں ؟ الحمد للہ کہ الهلال کے کاموں کي نسبت مطمئن اور شاد کام هوں - حق اور هدایت صادقہ کا ظهور گو انسانوں کي هستي کے اندر سے هو ' لیکن في الحقیقت وہ کاروبار الهي هیں ' جنکو خود هي وہ شروع کرتا ہے ' خود هي اسکي حفاظت کرتا ہے ' اور پھر خود هي انجام تک پہونچا دیتا ہے : و ما انعم اللہ سبحانہ بہ علي ' تعویلي في الشدائد و المصائب کلها علی اللہ تعالی ' و ان بیدہ ملکوت کل شي و هو علی کل شي قدیر !!

مکن تغافل ازیں بیشتر کہ مي ترسم
گماں برند کہ ایں بندہ بے خداوند ست